اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

نگران اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

20
37



ج ۲۰
ش ۳۳

"سیاسی مسافروں" کا مقام دریائے راوی کی لہریں ہیں

(مولانا مفتی محمود)

شور مچانے والے!

کھائے جاتا ہے جنہیں مفلس و نادار کا غم
ہیں وہی لوگ غریبوں کو ستانے والے

ان کو برداشت ہو کرسی کی جدائی کیسے
غمِ کرسی میں ہیں یہ ٹسوے بہانے والے

ان کی جرأت کے فسانے کسے معلوم نہیں
ساتھ ان کے ہیں فقط شور مچانے والے

کچھ تو ہیں راندۂ درگاہ جلو میں ان کے
اور کچھ لوگ ہیں ہرتال پہ گانے والے

پھر وہی لوگ ہیں غم خوار کسان و مزدور
جن کے کردار سے واقف ہیں زمانے والے

ان سے بچنا، انہیں اب منہ نہ لگانا یارو!
ہیں مرے دیس کو یہ لوٹ کے کھانے والے

قومِ مسلم پہ مسلط نہیں اب ہو سکتے
جام پہ جام سرِ بزم لنڈھانے والے

دورِ "سلطان" کی سوغاتیں ابھی باقی ہیں
اب بھی ہم کو ہی ستاتے ہیں یہ تھانے والے

مَیں نے اکرام قسم کھائی ہے حق کہنے کی!
مجھ کو معلوم ہے بزدل ہیں ڈرانے والے

اکرام القادری



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۳۳
جمعۃ المبارک ۳ رمضان المبارک ۱۹ اگست

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ــــ روپے
ششماہی
۲۳ ــــ روپے
سہ ماہی ــــ ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ
یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اداریہ

اسلام اور جمہوریت

"اسلامی نظام بروقت نافذ کر دیا جاتا تو عام آدمی کے بنیادی مسائل کبھی کے حل ہو گئے ہوتے۔ مجرموں کو کوڑوں کی سزا بلا امتیاز اور سرعام دی جائے گی۔ سیاسی تشدد کے لیے پارٹی لیڈروں کو ذمہ دار ٹھہرایا جائیگا قانون کی زد میں آنے والوں کے ہاتھ بھی سرعام کاٹے جائیں گے، آیندہ ہر سیاست دان سے ایسی زبان میں بات کی جائے گی جسے وہ سمجھتا ہو، سابق حکومت کو اپنی کوتاہیوں کی ذمہ داری قبول کر لینی چاہیے۔ جمہوریت کے نام پر سیاسی کھچڑی پکائی جاتی رہی ہے، جمہوری عمل میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو ملک دشمن تصور کیا جائیگا انتخابات مقررہ وقت پر بہر صورت ہوں گے۔ کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں، ہم پروگرام کے مطابق پیشرفت کر رہے ہیں۔ ہماری نرمی کو کمزوری نہ سمجھا جائے، تحمل اور محبت کے ساتھ مجھے سخت گیری بھی آتی ہے انتخابات کا اصل مقصد مضبوط جمہوری حکومت کا قیام ہوتا ہے۔ گذشتہ تیس برس کی سیاست ذاتی مقاصد کی دوڑ دھوپ کے سوا کچھ نہ تھی۔ ہم آزادی حاصل کرنے کے بعد اپنے بنیادی نظریے سے دُور ہوتے گئے، یکم جنوری کے بعد سیاسی وجوہ پر گرفتار کیے گئے افراد رہا کر دیئے جائیں گے"۔

یہ ہیں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی ۱۴ اگست کے موقع پر کی گئی ریڈیائی تقریر کے بنیادی اقتباسات۔ جنرل صاحب موصوف نے ۵ جولائی کے کامیاب آپریشن کے بعد جتنی بھی تقریریں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کی ہیں ان سب کا بنیادی مقصد اور ماحصل مختصر ترین لفظوں میں اس ملک میں اسلامی نظام کا عملی نفاذ اور جمہوریت کی بحالی ہے اور موجودہ عبوری حکومت کے بیشتر اقدامات بھی اسی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کی تقریروں اور عبوری حکومت کے اقدامات کا خیر مقدم ملک کے ہر محب وطن اور اسلام دوست شہری نے کیا ہے۔ پاکستان قومی اتحاد (جسے اس وقت مخصوص شرپسند اور تخریب کار عُنصر کے سوا پوری قوم کی نمایندگی کا شرف حاصل ہے) نے بھی بعض جائز و معقول شکایات اور جزوی مطالبات کے ساتھ ساتھ من حیث المجموع جنرل صاحب کی تقریروں اور اقدامات کا خیر مقدم کیا ہے ـــ!

جہاں تک مطالبات کا تعلق ہے تو قومی اتحاد کا اہم ترین مطالبہ یہ رہا ہے کہ سیاسی اختلافات اور انتقام کی بنیاد پر سابقہ حکومت نے جن بے گناہ محب وطن افراد کو گرفتار کیا ہے اور مقدمات بنائے گئے ہیں انہیں غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے۔ قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود اور دیگر مرکزی رہنماؤں سے ان بھٹو حکومت کے مجرموں کی رہائی کے وعدے کے مطابق گو جنرل ضیاء الحق نے رمضان المبارک کی آمد کی خوشی میں سات دن کے اندر اندر ان تمام قیدیوں کی رہائی اور مقدمات کی واپسی کا اعلان کر دیا ہے لیکن اس اعلان کو بھی یہ کہہ کر مشروط کر دیا کہ سنگین جرائم کے مرتکب افراد پر اس رعایت کا اطلاق نہیں ہو گا۔

اس سلسلے میں ہماری گذارش یہ ہے کہ سابقہ حکومت نے جن لوگوں کو محض سیاسی انتقام کی آگ بجھانے

پرنٹر پبلشر ... نے ... چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

اور انہیں آزادانہ سیاسی ورک کرنے سے روکنے کے لیے حوالۂ زنداں کیا گیا تھا۔ ان پر ایسی دفعات لگائی گئی تھیں کہ جس سے ہر سیاسی قیدی بدترین قسم کا سنگین مجرم ثابت ہو۔ ایسے افراد کی تعداد نہایت ہی محدود رہے جن پر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی یا سیاسی تقریروں کی بنیاد پر مقدمات درج ہوں۔ اکثریت ان قیدیوں میں ایسی ہے جن پر سنگین مجرم ہونے کا گھناؤنا الزام لگا ہوا ہے۔ اور یہ کوئی ایسی تعجب خیز بات نہیں، بلکہ مطلق آمریت جتنے دن بھی قائم رہتی ہے وہ اس قسم کے الزامات کی بیساکھیوں پر اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہوتی ہے۔ خود جنرل صاحب موصوف نے بھی اپنی حالیہ تقریر میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ سابقہ حکومت کے دور میں جمہوریت کے نام پر سیاسی کھچڑی پکائی جاتی رہی ہے۔

ان حقائق و واقعات کی روشنی میں ضروری ہے کہ یکم جنوری کے بعد سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے سیاسی کارکنوں کو بغیر شرط کے رہا کر دیا جائے۔ خواہ ان پر کتنا ہی جھوٹا سنگین کیس کیوں نہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی جن لوگوں پر جھوٹے مقدمے بنے ہوئے ہیں اور وہ ضمانتوں پر رہا ہیں ان کے مقدمات بھی واپس لے لینے چاہئیں۔ اگر زیادہ ہی پس و پیش ہو تو سرسری چھان بین کی جا سکتی ہے۔ حکومت کے لیے یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔

رمضان المبارک کے احترام کے بارے میں عبوری حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے جنرل صاحب نے جن خیالات اور جذبات کا اظہار فرمایا ہے وہ یقیناً لائق صد تحسین و تبریک ہیں لیکن اس کے ساتھ اگر وہ باقاعدہ مارشل لاء کے ضابطوں کے ذریعہ احترام رمضان کی مبارک کوشش کریں تو وہ ارض وطن میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کی خواہش کی تکمیل ہوگی۔ گذشتہ حکمرانوں نے ہماری قوم کا اس قدر مزاج خراب کر دیا ہے کہ وہ اب کسی وعظ و نصیحت سے متاثر ہونے کی صلاحیت اپنے اندر نہیں پاتی، بلکہ اخلاق کے ساتھ تعزیر کی عادی ہو چکی ہے۔

موجودہ عبوری حکومت کی اسلام دوستی اور جمہوریت نوازی کے پیش نظر ہم امید رکھتے ہیں کہ:

ہماری جائز شکایات اور معقول مطالبات کو درخور اعتنا گردانا جائے گا اور اپنی نیک نامی اور اچھی شہرت میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔

اظہارِ غم

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی آفس سیکرٹری مولانا غلام اکبر سلیمانی کے برادر بزرگ صوبیدار میجر رب نواز صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ادارہ ترجمان اسلام مولانا غلام اکبر سلیمانی اور ان کے دیگر اعزہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے انتخابی امیدواروں میں رد و بدل ضلعی مجالس عاملہ کریں گی

سید مقبول حسین ایڈووکیٹ کی قیادت میں الیکشن مہم کیلئے کمیٹی قائم کر دی گئی۔

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اہم فیصلے اور قراردادیں

(رپورٹ زاہد الراشدی)

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۹ اگست کو مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعیۃ کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال پر غور و خوض کیا گیا جمعیت علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود نے ملک کی سیاسی صورت حال پر روشنی ڈالی آپ نے مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے کہا قوم نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں جن کے نتیجہ میں منصفانہ و غیر جانبدارانہ انتخابات کے ذریعہ عوام کی صحیح طور پر منتخب حکومت کے قیام کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ لیکن مسٹر بھٹو گڑبڑ کر کے خانہ جنگی کرانا چاہتے ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ انتخابات کا عمل سبوتاژ ہو کر رہ جائے تاکہ انہیں انتخابات سے فرار کے لیے کوئی بہانہ بنانا پڑے مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اس صورتحال پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ جن سرکاری افسروں اور پولیس حکام نے حالیہ تحریک میں عوام پر بے پناہ مظالم کئے اور آمریت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے اپنے ہی وطن کے عوام پر بے تحاشہ گولیاں چلائیں وہ ابھی تک اپنے مناصب پر فائز اور سیاسی کارکنوں کو در پردہ تنگ اور پریشان کرنے میں مصروف ہیں آپ نے مارشل لاء انتظامیہ پر زور دیا کہ عوام کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنانے والے سرکاری افسروں کا محاسبہ کیا جائے ورنہ انتخابات میں انتظامیہ کی مداخلت کے امکانات کو رد نہیں کیا جا سکے گا

بحث میں مولانا محمد شریف وٹو، مولانا محمد مفضل مولانا منظور احمد چنیوٹی، قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ، مولانا محمد خان شیرانی، حافظ حسین احمد راقم الحروف زاہد الراشدی، حاجی محمد زمان خان اچکزئی مولانا محمد فیروز خان اور دیگر حضرات نے حصہ لیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ پاکستان قومی اتحاد کے ٹکٹ پر انتخاب میں حصہ لینے والے جماعتی امیدواروں میں ضروری رد و بدل جمعیۃ کی ضلعی پارلیمانی بورڈ (مجلس عاملہ) کی سفارش پر کیا جائے گا البتہ اس فیصلے کے خلاف صوبائی اور مرکزی پارلیمانی بورڈ میں بالترتیب اپیل کی جا سکے گی۔

۲۔ اجلاس میں جناب سید مقبول حسین ایڈووکیٹ آف اوکاڑہ کی سربراہی میں ایک الیکشن کمیٹی قائم کی گئی جو جمعیت علماء اسلام کی انتخابی مہم کی نگرانی کرے گی کمیٹی کے باقی ارکان کا تعین سید مقبول حسین صاحب بزرگوں کے مشورہ سے کریں گے۔

اجلاس میں یہ بھی طے ہوا کہ پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی پارلیمانی بورڈ میں جمعیت کی نمائندگی مولانا قاضی عبداللطیف کریں گے اجلاس مختلف وقفوں کے ساتھ کم و بیش سات گھنٹے جاری رہنے کے بعد دعا پر اختتام پذیر ہوا اور مندرجہ ذیل قرار دادیں اجلاس میں منظور کی گئیں

مقدمات واپس لیے جائیں۔

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک میں عام انتخابات کے سلسلہ میں مارشل لاء انتظامیہ کی پیش رفت پر اطمینان محسوس کرتا ہے اور توقع کا اظہار کرتا ہے کہ مارشل لاء انتظامیہ اپنے وعدوں کے مطابق منصفانہ انتخابات کے ذریعہ منتخب حکومت کے قیام کے مشن میں کامیاب ہوگی۔

یہ اجلاس بعض اہم امور پر مارشل لاء انتظامیہ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے۔ جو انتخابات کے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انعقاد کے لیے مثلاً سیاسی کارکنوں پر سابقہ حکومت کی طرف انتقامی طور پر قائم کیے گئے مقدمات واپس لیے جائیں زیر حراست سیاسی راہنماؤں اور کارکنوں کو رہا کیا جائے نیز حیدرآباد سپیشل ٹریبونل اور اس نوعیت کی سپیشل ٹریبونلوں کو ختم کر کے عام عدالتوں کے ذریعہ انصاف کی راہ ہموار کی جائے

سیاسی قتلوں کی تحقیقات کرائی جائے۔

یہ اجلاس مولانا سید شمس الدین شہید کے قتل کی از سر نو عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے کہ قوم کے ان نامور فرزندوں کے المناک حادثات قتل کے اصل محرکات و عوامل قوم کے سامنے آسکیں۔

رپورٹنگ : محمد زاہد بلند شہری نمایندہ ترجمان اسلام

گولیاں برس رہی ہیں اور وہ سینہ تان کر میدان میں جاتے ہیں

پاکستان قومی اتحاد کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود

کا جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب

خطبۂ مسنونہ کے بعد۔

بزرگو، دوستو اور عزیز بھائیو!

مجھے آپ سے ملاقات کرنے سے مسرت حاصل ہونی چاہیے تھی اور ہوئی۔ اور میں مسرت کے جذبات دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن آپ کی بدنظمی، آپ کا شور وغل، مسجد کی بے حرمتی یہ ایسے امور ہیں کہ میری خوشیوں میں افسوس بھی شامل ہو گیا۔ مسلمان قوم کو انتہائی ضبط اور نظم ونسق وسنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ایک حدیث میں آتا ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم مساجد کو بازار کے شور وغل سے محفوظ رکھو"

بازاروں میں جو شور وغل ہوتا ہے، کاروبار کے سلسلے میں لوگ بازاروں میں جمع بھی ہوتے ہیں، لیکن مسجدوں کو اس سے محفوظ رکھو۔ مسجد میں نعرے لگانا، شور مچانا یہ شرعاً جائز نہیں۔ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ اس کو منع فرمایا ہے۔ یہ مساجد تو نماز کے لیے ہیں، ذکر اللہ کے لیے ہیں، اللہ کا گھر ہے مسلمان کو مسلمان کی حیثیت سے کسی دوسرے کو تکلیف پہونچانے کی اجازت نہیں۔

حدیث میں آتا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

المسلم من سلم المسلمون

من لسانہ ویدہٖ۔

کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے تمام دنیا کے مسلمان محفوظ ہو جائیں۔ اور اس سے کسی کو گزند نہ پہونچے"

اسلام اور ایمان۔ دو لفظ جو مسلم قوم کے لیے طرۂ امتیاز ہیں۔ اسلام کا عربی زبان میں معنیٰ دوسروں کو سلامتی بخشنا، اپنی تکلیف سے دوسروں کو محفوظ رکھنا۔ سب کو سلامتی بخشنا یہ اسلام ہے۔ ایمان کے عربی زبان میں معنیٰ ہیں دوسروں کو امن دینا۔ پس اسلام کا مقصد ہے دوسروں کو امن میں رکھنا کہ ہر ایک شخص مسلمان کے بارے میں محسوس کرے کہ اس کی طرف سے مجھے امن حاصل ہے۔ اس سے مجھے کوئی گزند نہیں پہونچ سکتا، لیکن جیسا کہ ہم نے پوری زندگی میں اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کے اصول سے صرف نظر کیا ہوا ہے۔ وہاں متانت، سنجیدگی، شائستگی جو ایک قوم کی زندگی کی علامت ہے اس کو بھی ہم نے نہیں اپنایا۔

میں ادب کے ساتھ یہ درخواست کروں گا کہ کسی قسم کا ہنگامہ جس سے دوسروں کو تکلیف پہونچے اور ایسی صورت میں مصافحوں کی کوشش کرنا۔ مصافحہ سنت ضرور ہے۔ مسلمان کا ہاتھ مسلمان کے ہاتھ میں آتا ہے۔ تو گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

"ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان سے مصافحہ کرتا ہے اور دونوں ہاتھ ملاتے ہیں تو اس سے ان دونوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں"

یہ سنت ہے۔ اور اسی طرح حجر اسود کو بوسہ دینا بھی سنت ہے اور حجر اسود بھی گناہوں کو دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ بلکہ یہاں تک ہے، حدیث میں آتا ہے کہ:

الحجر الاسود یمین اللہ

یہ اللہ کا دایاں ہاتھ ہے۔!

جب خدا کے گھر میں حرم شریف میں آپ شوق واضطراب اور بے تابی کے ساتھ جائیں گے وہ خدا کا ہی گھر ہے تو وہاں آپ گویا خدا سے مصافحہ کرتے ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینا، اس پر ہاتھ رکھنا۔ یہ بھی درحقیقت گناہوں کے دھل جانے کا ذریعہ ہے، لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ:

اگر حجر اسود پہ ہجوم ہے اس کو بوسہ دینے سے دوسرے مسلمانوں کو اذیت پہونچ سکتی ہے وہاں پر حجر اسود کو بوسہ مت دو۔ وہاں اس پر ہاتھ مت لگاؤ، دور سے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کر دو"۔

اگر حجر اسود جو گناہوں کو معاف کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس کا چومنا اس کا

ہاتھ لگانا، یعنی دوسرے مسلمان کو اگر تکلیف پہونچتی ہے تو آپ اس کے قریب نہیں جا سکتے۔ کیونکہ وہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس طرح میں نے کہا کہ مصافحہ مسلمان مسلمان سے کرتا ہے اس سے بھی گناہ دُھل جاتے ہیں، سنت ہے، لیکن اگر اس ہجوم کی وجہ سے بھی لوگوں کو اذیت پہونچتی ہے۔ اس سے اس طرح احتراز کرنا ہوگا۔ بچنا ہوگا جس طرح حجرِ اسود کے احترام کے باوجود بچنا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح نہایت شائستگی اور خاکساری کے ساتھ تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں، لیکن بد قسمتی سے ہماری قوم اتنی جذباتی ہے کہ وہ یہ نہیں دیکھتی کہ ہمارا یہ کام شائستہ نہیں۔ اِدھر تو آپ زندہ باد کے نعرے لگائیں اور اُدھر اس کے مارنے کا ذریعہ بنیں۔ یہ تو مرنے مارنے کی بات ہے جو میں نے دیکھی ہے۔ اس شدید گرمی میں۔ اس طرح تو یہ ایک انسان کے مارنے کے اسباب مہیا کرتے ہیں اور زبان سے زندہ باد..... اور عمل سے مردہ باد۔

میں انتہائی ادب کے ساتھ آپ سے گذارش کروں گا آپ صرف آج ہی نہیں، بلکہ ہمیشہ کے لیے شائستگی نظم و ضبط کا ثبوت دیں اور ایسی کوئی بات نہ کریں جس سے مسلمان کی حیثیت میں فرق آجائے۔ میں در حقیقت یہاں اس لیے آنا چاہتا تھا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے کس طرح خلوص کے ساتھ، ایک جذبہ کے تحت، عظیم مقصد کے لیے قربانیاں پیش کیں اور اہلِ لاہور نے جس طرح جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جس طرح جرأت کے ساتھ بے باکی کے ساتھ اس تحریک کو آگے بڑھایا۔ آپ نے پولیس کو بھی شکست دی، فوج کو بھی شکست دی۔ آپ کا یہ جذبہ یقیناً قابلِ قدر ہے۔

میں لاہور کے شہداء جنہوں نے تحریک میں قربانیاں پیش کیں، جانی قربانی، مالی قربانی میں ان سب کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ان قربانیوں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو کامیاب بنایا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ سب کچھ کر سکتا ہے۔ علیٰ کل شیء قدیر۔

تمہارا بھی کوئی امتحان لیتا ہے۔ بغیر امتحان کے وہ نہیں کرتا۔ اللہ کی سنت یہ ہے۔ یہ اسباب کی دنیا ہے۔ آپ کچھ کریں گے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔ اگر محنت کے بغیر، قربانیوں کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرتا تو کر سکتا تھا، لیکن آپ بتائیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں بدر کے مقام پر بے سر و سامانی کے ساتھ کیوں آئے؟ غزوۂ اُحد میں آپؐ نے اپنا خون کیوں بہایا۔ ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے اور آپ کے عم محترم سید الشہداء حمزہ حدیث ہے حضور نے فرمایا

سید الشہداء حمزہ

"تمام شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ ہیں"

حضرت حمزہ کو جب ایک شخص جس کا نام وحشی تھا۔ وہ غلام تھا اور غزوہ بدر میں اس خاندان کے لوگ جس کا یہ غلام تھا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ مطعم ابن عدی حضرت حمزہ

زبان سے زندہ باد اور عمل سے مُردہ باد!

کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تھے۔ اس خاندان کے لوگوں نے وحشی سے کہا کہ اگر تم نے ہمارے بھائیوں کے قتل کا بدلہ حضرت حمزہؓ سے لے لیا تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ وحشی نیزہ مارنا جانتا تھا۔ نیزہ نشانے پر ٹھیک لگایا کرتا تھا حضرت حمزہ ایک کافر کو قتل کر کے جب واپس لوٹ رہے تھے یہ ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے جب نیزہ مارا تو ناف کے نیچے لگا اور دوسری طرف نکل گیا، حمزہؓ شہید ہو گئے، اس کے بعد ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے آکر ان کا کلیجہ چاک کر کے کلیجہ نکالا، اور چبایا۔ انتقام کی آگ کو بجھانے کے لیے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ ناک کاٹ دی، کان کاٹ دیئے۔

ان کا مثلہ کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ نے اس کیفیت میں انہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا (صحیح بخاری کی روایت)

"اگر اپنی پھوپھی حضرت حمزہ کی بہن صفیہؓ کا خیال نہ ہوتا کہ اس کے دل کو تکلیف پہونچے گی تو میں ان کو اس طرح جنگل میں چھوڑتا کہ یہ جنگلی جانور پرندے انہیں کھا جاتے۔

انہیں دفن کیا۔ آپ بتائیں کہ یہ عظیم قربانیاں کیوں دی گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ویسے بھی بغیر قربانیوں کے اسلام غالب آسکتا تھا۔ لیکن تمام قربانیاں پیش کی گئیں اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں پیش کر دیا۔

۳۱۳ مسلمان مدینہ طیبہ کی ہجرت کے بعد مسلمانوں کی تھوڑی تعداد تھی۔ عالمِ اسباب میں جو ان کی طاقت میں تھا جب سب کچھ اللہ کے سامنے پیش کر دیا۔ تو اس وقت حضور نے دعا فرمائی اور اللہ سے دعا اس طرح مانگی کہ

"اے اللہ! اس جماعت کو جو میں یہاں لایا ہوں اگر سب کو شہید کر دیں تو پھر دنیا میں قیامت تک اے اللہ! تیری عبادت نہیں ہوگی اور تو کوئی نبی نہیں آئے گا"

یہ حدیث ختم نبوت کی دلیل بھی بن سکتی ہے کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور یہ لوگ سب ختم ہو جائیں گے تحریک ساری ختم ہو جائیگی پھر قیامت تک اے اللہ! تیری عبادت کوئی نہیں کرے گا۔

حضورؐ نے دعا مانگی۔ اللہ نے فرشتے امداد کے لیے بھیجے۔ جب ایک انسان اپنی ہمت کے مطابق جتنی انسان کی بشری طاقت ہے۔ وہ تمام طاقت کو اسلام کی سربلندی کے لیے پیش کر دیتا ہے اس کے بعد بھی اللہ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! جو میری بشری طاقت

انتقام کی آگ بجھانے کے لیے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے ناک کاٹ دی کان کاٹ دیئے!

تھی انتہائی طور پر میں نے تیری خدمت میں پیش کر دی۔ اب اس کے بعد تو ہی توفیق دے سکتا ہے۔ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

لیکن ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا، اس طرح کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

ایک شخص کی خواہش ہے کہ میری زمین آباد ہو جائے پیداوار کافی ہو۔ خواہش دل میں ہے، لیکن نہ تو وہ زمین پر جاتا ہے نہ رات کی سردی میں پانی لگاتا ہے نہ اس میں محنت کرتا ہے، نہ اس میں ہل چلاتا ہے، نہ کاشت کرتا ہے، لیکن دعا ضرور کرتا ہے اور سچی و دلی خواہش کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ بغیر کاشت کیے ہوئے بغیر پانی لگائے ہوئے بغیر محنت کیے ہوئے زمین میں پیداوار دے سکتا ہے لیکن نہیں دیتا۔ محنت کرو گے۔ زمین پر ہل چلاؤ گے، پانی دو گے تخم ڈالو گے اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو گے پھر بھی اللہ کی قدرت کے ہاتھ ہو گا اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ اسباب کی دنیا ہے۔ خدا نے آپ کا امتحان لینا ہے۔ قربانیاں آپ نے دینی ہیں۔ بعد میں پھر وہ اعلیٰ مقصد حاصل ہو گا

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ:

"تمہارا یہ گمان ہے کہ تم جنت میں مفت میں آسانی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ نہیں: اللہ تعالیٰ پہلے دیکھے گا کہ تم میں جہاد کرنے والے استقامت کے ساتھ ڈٹ جانے والے کون ہیں"

امتحان لے گا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"تمہارا یہ گمان ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے؟ اور تم سے پہلے امتوں کی جو مثالیں ہیں وہ تم پر نہیں آئیں گی۔ انہیں ڈرایا گیا، انہوں نے مصیبت بھوک فاقے، افلاس سب کچھ برداشت کیے۔ یہاں تک برداشت کیے کہ بے حد پریشانی کے عالم میں رسول کو بھی اور ان کے ساتھ جو مومن تھے انہیں بھی کہنا پڑا کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟"

جب عظیم قربانیوں کے بعد اتنی مایوسی ہوئی تو رسول اور مومنین کہنے لگے: "اللہ کی مدد کب آئے گی" بہت کچھ کیا پھر کہا۔ لیکن قربانیوں سے قبل نہیں کہا کہ فتح مند فرما۔ جب یہ کہا تو فوراً دعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

دیکھو! "اللہ کی مدد قریب ہے" آنے والی ہے۔ امداد آنے والی ہے۔ پھر وہ آئی۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ایسی حالت تم پر نہیں آئے گی اور تم جنت میں چلے جاؤ گے۔ ایسی حالت تم پر بھی آئے گی۔ اس لیے قربانیوں کے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ایک صحابیؓ (جذبہ ہم نے صحابہ کرام میں دیکھا ہے سبحان اللہ) غزوۂ احد میں (اُحد کی پہاڑی جو مدینہ طیبہ سے [illegible] دو میل کے فاصلے پر شمال کی جانب ہے) وہ صحابی جو اُحد کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کہاں جا رہے ہو اس نے کہا:

"احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے"

نضر بن انسؓ شہید ہو گئے۔ ۸۰ کے قریب جسم پر زخم تھے۔ بدن کی کوئی جگہ باقی نہیں تھی جہاں زخم نہ ہو، کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ اس کی بہن نے اس کی انگلی کا ایک سرا جو باقی تھا اس کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے۔! نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جلدی جلدی پہنچو اس جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ جلدی حاصل کرو۔"

ایک صحابی کی مٹھی میں کھجوریں تھیں۔ ایک ایک کر کے کھجوریں کھا رہا تھا اور سوچا کہ کھجوریں کھانے میں جو وقت لگتا ہے۔ یہ وقت یہاں کیوں لگاؤں کیوں وہ جنت حاصل نہ کروں۔ کھجوریں پھینک دیں اور آگے بڑھا لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ ہم نے یہ جذبہ دیکھا۔ احادیث میں پڑھا۔ لیکن اس موجودہ تحریک میں بھی صحابہ کرامؓ کے اس جذبے کے ساتھ ساتھ نظر آنے لگے تھے۔ ایک عظیم جذبہ کے تحت۔ شہادت کے شوق میں دیکھتے ہیں کہ گولیاں برس رہی ہیں اور سینہ تان کر بٹن کھول کر میدان میں جاتے ہیں سمجھتے ہوئے کہ گولی لگے گی، لیکن اس کے باوجود ان میں ایک جذبہ تھا۔ آج میں ان شہداء کے گھر بھی گیا۔ ایک شہید کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ گولی لگنے سے قبل جلوس کے آگے بڑھ بڑھ کر جا رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت اس کی آواز بالکل غیر ہو گئی تھی۔ وہ اس کی آواز نہیں تھی۔ آفتاب عالم کی آواز میں بالکل تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ جذبہ شہادت تھا وہ شوق شہادت تھا شاید اسے سامنے فرشتے بھی نظر آئے ہوں۔ ایسے وقت میں فرشتے بھی سامنے نظر آ جاتے ہیں رحمت کے فرشتے۔!

ایک حدیث کا مضمون بھی ہے کہ:

مومن پر جب موت کا وقت قریب آ جاتا ہے تو اس کی روح کو قبض کرنے کے لیے جنت کے فرشتے آتے ہیں اور جنت کا کفن ہمراہ لاتے ہیں۔ اور اس کفن سے انتہائی خوشبو مہکتی ہے فرشتے اس کی روح سے کہتے ہیں کہ تجھے خوش ہونا چاہیے۔ اے طیب اور پاک نفس نکل آ، آ جا۔ اس رب کی طرف جا جو تجھ پر غضب ناک نہیں جنت میں جو پھل میوے ہیں ان کی طرف آ جا"

تو شاید اس کو فرشتے نظر آ گئے ہوں جس کی وجہ سے اس کی آواز تبدیل ہو گئی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ

رسول اور
مومنین کو بھی کہنا پڑا کہ
"اللہ کی مدد
کب آئیگی"
القرآن

نزاع کے عالم میں ایمان قبول نہیں ہوتا۔ اگر پہلے مومن ہے تو اس وقت اس کا ایمان قبول نہیں ہوگا۔ کیوں کہ جب اس نے آخرت کے آثار دیکھے، دوزخ کے فرشتے آتے ہوئے دیکھے تو اس وقت تو اس نے اپنی آنکھوں سے دوزخ کا منظر دیکھ لیا۔ اب وہ ایمان بالغیب نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ ایمان بالشہادہ ہے۔ شہادت اور حاضری کا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ دیکھنے کے بعد کیا ایمان؟ ایمان تو یہ ہے کہ بلا دیکھے دلائل کے ساتھ مسلمان ہو جائے

تو غرض یہ کہ ضرور انہوں نے اس عالم میں فرشتے بھی دیکھے ہوں گے۔

اللہ نے پابندی لگا دی کہ:

"شہیدوں کو مُردہ مت کہو"!

ایک دوسرے شہید کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ اس نے غسل کیا، کپڑے تبدیل کئے، خوشبو لگائی اس کے بعد چلا گیا اور جاتے وقت کہ گیا کہ:

آج میں واپس نہیں آؤں گا"!!

اس دور میں بھی یہ جذبہ موجود ہے۔ اس جرات و بیباکی کے ساتھ سب کچھ ہوا۔ میں انہیں یہ نہیں کہتا کہ وہ مر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پابندی لگائی کہ انہیں مردہ مت کہو۔

"ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں شہید ہوئے انہیں اموات مت کہو

زبان پر پابندی لگائی اور ذہن پہ پابندی لگا دی۔ ایک دوسری آیت میں ہے؛

"جو اللہ کے راستے میں شہید ہوتے ہیں انہیں گمان بھی مت کرو کہ یہ اموات ہیں"

اللہ نے دماغ پر پابندی لگا دی۔ اللہ نے کہا مت کہو کہ وہ اموات ہیں۔ باوجودیکہ موت تو آ گئی۔ ہر ایک انسان نے موت کا پیالہ پینا ہے۔ موت آئے گی، یقیناً آئے گی، لیکن اللہ نے کہ دیا کہ کہو نہیں اللہ کا حکم ہے ہم نہیں کہیں گے۔

ہمارا یقین ہے کہ وہ اللہ کے یہاں پہونچ چکے ہیں اور پھر شہید کے لیے برزخ نہیں ہے۔ جہاں

اور جب کوئی مرا موت کے فوراً بعد جنت میں گئے یہ درمیان کی منزل نہیں ہے۔ باقی تمام مسلمان جب مر جاتے ہیں تو مرنے کے بعد قیامت کے لیے برزخی عالم میں جاتے ہیں، جنت میں نہیں جاتے، اگر چہ اللہ تعالیٰ انہیں بھیج سکتا ہے۔ قیامت نے جب حساب کتاب ہو جائے گا، مجرموں کو الگ کر دیا جائے گا اس کے بعد وہ پھر جنت میں جائیں گے۔ فوری طور پہ نہیں جائیں گے، لیکن شہیدوں کے لیے کوئی برزخ نہیں۔ قیامت تک کے لیے وہ جنت کا منتظر نہیں رہے گا۔ بلکہ مرنے کے فوراً بعد اللہ اس کو جنت میں بھیج دیں گے۔ میرے محترم دوستو!

غزوہ موطا میں (شام میں ایک جگہ موطا ہے) وہاں رسول کریم نے مسلمانوں کا ایک لشکر بھیجا اس کے ساتھ حضورؐ خود تشریف نہیں لے گئے۔ مسلمانوں کے امیرِ لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ وہ زید بن حارثہؓ جو غلام تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں آزاد کیا۔ آزاد کرنے کے بعد کئی برس تک حضور کی خدمت میں رہے۔ باپ کو گھر والوں کو علم نہیں تھا۔ پتہ چلا اس کے والد اس کے چچا ان کے پاس آتے تاکہ گھر لے جائیں۔ حضور سے اجازت مانگی۔ حضور نے اجازت دے دی کہ ٹھیک ہے کہ اگر زید بن حارثہ جاتے ہیں چلے جائیں۔ اور بتا دوں کہ یہ اختلاف ہے کہ حضور کی نبوت کے سب سے پہلے مسلمان کون ہوا؟ حضرت صدیقِ اکبرؓ، حضرت زیدؓ، حضرت خدیجہؓ کے بارے میں بھی ہے کہ وہ پہلے ایمان لائیں۔ ایک مضبوط روایت میں ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام لائے۔ حضور نے جانے کی اجازت دیدی لیکن انہوں نے حضور کا دامن پکڑ لیا۔ اور رو کر کہا یا رسول اللہ کیوں مجھے ان کے ساتھ بھیجتے ہو؟ باپ کے ساتھ نہیں گئے اور درخواست کی کہ مجھے اپنے پاس رکھو۔

میرے محترم دوستو!

ان کی ایک اور خاص بات ہے کہ قرآن کریم اول سے آخر تک سارا پڑھ لو، کسی صحابی کا نام قرآن میں نہیں ہے سوائے زید بن حارثہ کے قرآن میں صحابہ کا اجتماعی طور پہ ذکر آیا ہے لیکن نام کے ساتھ سوائے زید بن حارثہؓ کے کسی صحابی کا ذکر نہیں آیا۔

یہ زید بن حارثہؓ حضور کے آزادہ غلام امیر لشکر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ :-

اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر ابی طالب کے چچا زاد بھائی وہ پرچم لے لیں فرمایا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ جو انصاری صحابی تھے وہ امیر مقرر ہو جائیں۔ تینوں کو ترتیب کے ساتھ امیر مقرر کر دیا

چنانچہ وہ جب تشریف لے گئے تو۔ حضرت زید بن حارثہؓ شہید ہو گئے۔ جھنڈا جعفر بن ابو طالبؓ نے سنبھال لیا۔ جس ہاتھ سے جھنڈا اٹھا ہوا تھا وہ کٹ گیا۔ جھنڈا دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔ گرنے نہیں دیا۔ دوسرا ہاتھ بھی کٹ۔ تھوڑی اور سینے کے درمیان میں جھنڈے کو پکڑ لیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔ بازو دونوں کٹ گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ انصاریؓ نے جھنڈا پکڑ لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے اور اب کوئی امیر نہیں تھا۔ افراتفری کا عالم ہو گیا۔ حدیث میں آتا ہے حضور نے فرمایا:

"خالد اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار ہے" اس نے جھنڈا اٹھا لیا اور وہ لڑائی لڑی کہ فتح مسلمانوں کو ہوئی۔ لیکن حضرت جعفر بن ابی طالب کے بارے میں حضور نے فرمایا:

بازو کٹ گئے ہیں، مگر اللہ نے ان کے بدلے میں ان کو جنت کے دو بازو دے دیے ہیں اور وہ آج بھی ان دو بازوؤں

سے اڑ رہے ہیں؟ اسی وجہ سے ان کو جعفر طیار کہتے ہیں - اس سے معلوم ہوا کہ وہ شہادت کے فوراً بعد جنت میں چلے گئے - اور شہیدوں کا بہت

کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ جس عظیم مقصد یعنی نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آکر رہے گا۔ خدا اپنا فضل کرے گا - اور ہماری

مولانا مفتی محمود کا لاہور کے تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں شہیدوں غازیوں اسیروں اور زخمیوں کو خراجِ تحسین

بڑا رتبہ ہے - غرض یہ ہے کہ میں کیا عرض کروں میں تو صرف شہیدوں کا جن کا مالی نقصان ہوا، آتش زدگیاں ہوئیں اور جہاں پر لوگ جیل خانوں میں گئے ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور سب کی قربانیوں

کوتاہیوں کو معاف کرے گا - اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے، ہمارے ولولوں کو بڑھا دے ہماری نیتوں کو ٹھیک کر دے، تاکہ ہم ایک اچھی نیت کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھا سکیں - (آمین)



بقیہ:- مجلس شوریٰ

سیاسی مسافروں کو قبول نہ کیا جائے

یہ اجلاس پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود کے ان اعلانات کا پرجوش خیر مقدم کرتا ہے کہ سیاسی مسافروں اور کرسی کے لیے پارٹیاں بدلنے والے بدنام سیاسی عناصر کو قومی اتحاد کی طرف سے انتخابات میں ٹکٹ نہیں دیے جائیں گے۔ اور مفاد پرستانہ سیاست کی حوصلہ شکنی کی جائے گی یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ یہ اعلانات پاکستان کے عوام اور باشعور سیاسی کارکنوں کے جذبات کے پوری طرح آئینہ دار ہے

جمعیت کی مرکزی مجلس شوریٰ کو یقین ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کی ہائی کمان اس سلسلہ میں عوام کے جذبات کا پوری طرح احترام کرتے ہوئے پاکستان کی سیاست کو مفاد اور ابن الوقتی کے عناصر سے پاک کرنے کی طرف انقلابی قدم اٹھائے گی۔

خانہ جنگی کی کوشش کی مذمت

یہ اجلاس مسٹر بھٹو کی لاہور آمد کے موقع پر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اور قومی اتحاد کے راہنماؤں مولانا شاہ احمد نورانی جناب محمد حنیف رامے اور رجا وید ہاشمی پر قاتلانہ حملے کئے گیے ہنگاموں کی شدید مذمت کرتا ہے اور اسے خانہ جنگی کرانے اور انتخابات کو سبوتاژ کرنے کی منظم سازش کا ایک حصہ قرار دیتے ہوئے حکومت کو توجہ دلانا چاہتا ہے - کہ قومی وحدت اور انتخابی عمل کو بچانا اس کی ذمہ داری ہے اور اسے اس سلسلہ میں مناسب اقدامات کرنے چاہئیں۔

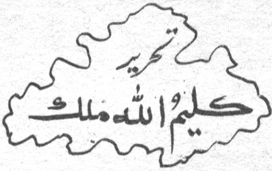
قرارداد تعزیت

یہ اجلاس مولانا غازی محمد آف ہرنائی بلوچستان کی وفات حسرت آیات اور حضرت مولانا سلطان اللہ محمود کنڈلوی کے فرزند محمود الحسن کے المناک قتل پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مرحومین کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔

ایک فکر انگیز مقالہ

طاقت کا سرچشمہ

ذاتِ باری تعالیٰ یا عوام ؟





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قل اللھم مالک الملک
توتی الملک من تشاء و
تنزع الملک ممن تشاء

کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ تو ہی حقیقی اقتدار کا مالک ہے جس کو چاہے اقتدار بخشے اور جس سے چاہے چھین لے
(آل عمران ـ ۲۶)

وطنِ عزیز کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ خدا و رسول کے مقدس ناموں اور واسطوں سے حاصل کیے گئے اس ملک میں ہر وہ بات کہی گئی ہے اور ہر وہ کام کیا گیا ہے جو دینِ اسلام اور احکاماتِ شریعتِ محمدیؐ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ پہلے حکمرانوں نے اپنی طبع زاد حکمرانی جمائی اور اس مقدس مشن کو یہاں متعارف نہ کرایا جس کا نام اٹھا اٹھا کر لوگوں کو تحریکِ پاکستان کی تگ و دو میں ہمنوا بنایا گیا تھا۔ پے در پے پاکستان کو ان حالات سے گزرنا پڑا۔ اقتدار کی خواہش اور اس کے حصول کی دھینگا مشتی نے ارضِ پاک کو دولخت کر دیا اور قاتل منصف بن بیٹھے۔ قوم نے بھیڑیوں کی حکمرانی تسلیم کر لی جنہوں نے عملی طور پر سیاست میں داخل ہونے سے حکمران بننے تک ارضِ مقدس کی روایات کو فنا کر ڈالا۔ گناہ پر نادم ہونے کا تصور ختم کر دیا گیا۔ نوجوانوں کو رقصاں کیا، شراب کے عام تذکرے کر کے اس معاشرے کی جڑوں میں انڈیل دیا۔ قوم کے جوانوں کو خوفِ خدا اور محمدؐ کی حیا سے عاری بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ سابقہ حکمرانوں نے ۲۵ سالوں میں تباہی کا ۲۵ فی صد سامان مہیا کیا، تو باقی ۷۵ فی صد چھ سالوں میں اس نے ہمیں بخش دیا۔

ثقافتی، تہذیبی، تمدنی اور معاشرتی ورثہ کو تہ و بالا کر ڈالا۔ چھ سالوں کی حکمرانی میں صبح و شام ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہوتا رہا۔ وہ یہ تھا کہ :

"طاقت کا سرچشمہ عوام"

اقتدار کو طول بخشنے کے لیے وہ عوام کے کھاتہ میں ڈالے گئے جو خالصتاً ربِ ذوالجلال کا خاصہ ہیں۔ یہ فطرتی عمل ہے کہ حکومتیں ربِ عظیم ہی کے حکم سے بدلتی ہیں جس کو وہ چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار سے اتار دیتا ہے۔

ارضِ پاک میں مبینہ دھاندلیوں کی بنا پر معرضِ وجود میں آنے والی اسمبلی کو ختم کرانے اور نئے انتخابات کرانے کے لیے ایک تحریک چلائی گئی جس میں پہلا مطالبہ تھا کہ دھاندلی کرنے والا وزیراعظم مستعفی ہو جائے۔ لیکن دوستوں اور مہربانوں کی اپیل پر قومی اتحاد نے اس مطالبہ کو ترک کر دیا اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ اب جو سمجھوتہ ہو گا وہ اس پر کونسل کے زیرِ اہتمام تکمیل تک پہونچے گا۔ جس کا چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو ہی ہو گا۔ رہنماؤں نے اگرچہ اس پر اطمینان کا اظہار نہیں کیا تھا مگر رہنماؤں کے اس فیصلے کو ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے قبول کر لیا تھا۔ اور سمجھوتہ کے آخری دن کے تنازعے تک یہ بات عوام کے ذہنوں نے قبول کر لی تھی کہ چلو وزیراعظم بھٹو رہے مگر انتخابات کے غیر جانبدارانہ ہونے کا پورا قابلِ اعتماد طرزِ عمل موجود ہونا چاہیے۔ اور بھٹو صاحب بھی مطمئن ہو گئے کہ تحریک بھی سرد پڑ گئی اور میں وزیراعظم بھی رہا۔ لیکن یہ ایک انسان کے اقدامات تھے جو وہ کر رہے تھے۔ اور اپنی ذات کا اقتدار بچانا چاہتے تھے۔ مگر قدرت کا کچھ اور ہی فیصلہ تھا۔ اور وہ جبار و قہار ایک انسان کے شیطانی داؤ پیچ دیکھ رہا تھا۔ انسان نہ جانتے تھے، مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ وہ اس کی مخلوق کو مزید بے وقوف بنائے۔ قوم نے چار ماہ مسلسل یہ دعا کی کہ :

ربا ساڈی اک دُعا
بھٹو ساڈے مگروں لہا!

اور رب نے یہ دعا منظور کر لی۔ حالاں کہ انسانی اقدامات کا یہ عالم تھا کہ ایک سوال کے جواب میں سابق وزیراعظم صاحب نے کہا تھا کہ انقلاب لانے والے فوجی جرنیلوں کو بھی میکس اپ کر دوں گا۔ عقیدہ اسلام کے اساسی فکر یعنی توحید ہی کا تقاضہ ہے کہ اس کا اقتدارِ اعلیٰ تسلیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کی جائے صرف اور صرف اللہ ہی کو سجدہ کیا جائے۔ اسی کی نماز قائم کی جائے۔ اسی ہی کا فرمان بردار رہا جائے۔ اسی کا خوف کھایا جائے۔ اسی سے مدد چاہی جائے۔ اسی کو حامی و ناصر تسلیم کیا جائے۔ اللہ ہی پر بھروسہ رکھا جائے۔ اسی کا سہارا لیا جائے اور اسی کو پکارا جائے۔ اللہ ہی کا

کامل بندہ بنا جائے، اسی سے عزت مانگی جائے وہ جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

قرآن مجید کے نزدیک اقتدار و حکومت صرف اسی کا حق ہے۔ اس سلسلہ میں سورہ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"کیا تم کو معلوم ہے کہ آسمانوں اور
زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کا اقتدار ہے،
وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے
اور جسے چاہے بخش دے۔ اور اللہ ہر چیز
پر قدرت رکھتا ہے"

اللہ تعالیٰ صرف اسی سیاسی نظام کو جائز اور برحق تسلیم کرتے ہیں جس میں اقتدار اعلیٰ خدا ہی کا حق تسلیم کیا گیا ہو۔ اسلامی احکامات و ہدایات کا ایک اہم حصہ وہ ہے جس کی پوری پوری پیروی اسی وقت ہو سکتی ہے جب اسلام کو اقتدار حاصل ہو۔ حکومت اور اقتدار کے بغیر یہ سارے احکام بے معنیٰ ہو کر رہ جاتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا سیاسی اقتدار محض سماجی نظام کو سدھارنے اور انسانی مسائل کو حل کرنے کا بے مثل ذریعہ ہی نہیں، بلکہ وہ ایک دینی ضرورت، ایمانی تقاضا اور اسلامی فریضہ ہے۔ اقتدار اعلیٰ اپنے کاموں کے لیے کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہوتا اور سب ہی اس کے آگے اپنے کاموں کے لیے جواب دہ تے ہیں اور یہ حیثیت صرف خالق و مالک کائنات ہی کو حاصل ہے۔ اس مغربی طرز کی جمہوریت کی اسلامی حلقوں کی طرف سے تائید و حمایت سے صرف ایک مقصد حاصل کرنا مقصود ہے اور وہ یہ کہ حکمران اپنے رب کے سامنے جوابدہی کے ساتھ ساتھ عوام کے سامنے بھی جوابدہی کا خوف رکھیں تاکہ قیامت کے علاوہ بھی اس کی سوچ ان پر غالب رہے۔

۱۔ خدا جو بھی کرے کوئی پوچھ گچھ نہیں اور ان سے باز پرس ہوتی ہے۔

۲۔ اللہ فیصلہ کرتا ہے اور اس کا فیصلہ کوئی ٹالنے والا نہیں۔

خلفائے راشدین ؓ کے خطبات سے واضح طور پہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ طاقت کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ عوام نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ:

"اے لوگو! اگر آپ کو یہ گمان ہو کہ میں نے تم سے خلافت لے لی ہے۔ اس لیے کہ مجھے خلافت میں رغبت تھی، یا میرا ارادہ تم مسلمانوں پر فوقیت حاصل کرنے کا تھا۔ پس یہ کوئی بات نہیں۔ قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میں نے خلافت کو خلافت کی طرف رغبت کرتے ہوئے یا تم پر فوقیت یا ترجیح حاصل کرنے کے لیے نہیں لیا اور نہ مجھے کبھی بھی رات اور دن میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور نہ میں نے چھپ کر اور نہ اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کیا۔ اور بے شک میں نے ایسی بڑی بات کا جوا اپنی گردن میں ڈال لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ کسی اصحاب رسول کے لیے ہو جائے۔ اس شرط پر کہ وہ اس خلافت کے بارے میں انصاف کرے"۔

اسی طرح حضرت عمر ؓ نے فرمایا:

"اے لوگو! میں رب کے حکم اور آپکی مرضی سے آپ کا خلیفہ بنایا گیا ہوں۔ اگر خدا اور اس کے رسول کے احکامات بجا لاؤں تو میری اطاعت کرو ورنہ مجھے سیدھا کر دو۔ اب اگر کوئی کسی بہانے رب العالمین کے عمل دخل کو نکال کر یہاں دہریت کے پودے لگانا چاہتا ہے تو اسے یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلامی اصولوں اور رب کی حاکمیتِ اعلیٰ کے عملاً قیام کا وقت آپہنچا ہے۔ پہلے صرف ہمارے دینی رہنما مزاحمت کرتے تھے، لیکن انشاء اللہ اب باطل نظریات کی ترویج کو روکنے کے لیے پوری قوم مزاحم ہوگی اور اب دنیا کی کوئی طاقت اسلامی نظام کے قیام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اجماع امت ہو چکا ہے۔ ایسے اختیارات جو صرف رب العالمین ہی کے لیے مخصوص ہیں اور صرف ان کا استعمال اسی ہی کو زیب دیتا ہے۔ اس لیے کہ جبار و قہار، غفور و رحیم کی صفات اسی کے لیے مختص ہیں ان کو کسی دوسری ذات کے ساتھ منسوب کرنا اللہ تعالیٰ کی وحدت کے تصور کو گڈمڈ کرنے کے برابر ہے جو انسان ان اختیارات کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے وہ (نعوذ باللہ) خدائی دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے اختیارات و قوانینِ معاشرت و معیشت کو تسلیم کرنے والا گویا اس کی الہیت کو تسلیم کرتا ہے۔ توحید کا تقاضا ہے کہ ایسی باطل قوت کو بزور ہٹا دیا جائے اور اس کی جگہ ایسی عاجز قوت کو دی جائے جو دائرہ توحید میں تجاوزات کی قائل نہ ہو۔ اسی طرح طاقت و قوت کا سرچشمہ اللہ کے بغیر کسی اور کو تسلیم کرنا گویا خدا کی حاکمیتِ اعلیٰ کے اٹوٹ حصار کو چیلنج کرنا ہے اور وہ قوت جو ایسا نعرہ لے کر اٹھے وہ باطل ہے اور اسے شمشیر کے زور سے روکنا ضروری ہے۔

"ان سے کہیے! بتاؤ اگر تم سمجھ سے
کام لینے والے ہو یہ زمین اور اسکی
ساری آبادی کس کی ملکیت ہے؟ وہ کہ
اٹھیں گے کہ اللہ کی۔ ان سے پوچھیے
کہ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک
کون ہے؟ یہ کہ اٹھیں گے کہ اللہ!
کہیے تم پھر اس کا خوف کیوں نہیں رکھتے
ان سے کہیے بتاؤ اگر تم سمجھ سے کام لینے
والے ہو کہ ہر چیز پہ اقتدار کس کا ہے
اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور
کوئی نہیں جو اس کے مقابلے میں پناہ
دے سکے۔ یہ پکار اٹھیں گے کہ اللہ
ہی کا حق ہے۔ کہیے پھر تم کہاں سے
دھوکہ کھا رہے ہو۔

(سورۃ المومنین)

"اسی کا اقتدار ہے آسمانوں اور
زمینوں میں" (سورت الحدید)

"حقیقت یہ ہے کہ غلبہ اور اقتدار
تو سب ہی اللہ کے لیے ہے"

(سورہ بقرہ ۱۶۵)

مولانا اصلاحی لکھتے ہیں:

آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد یہی ہے کہ اسلام

ایک غالب نظام بن کر رہے اور زندگی کے ہر شعبے میں خدا ہی کا دین قائم اور نافذ ہو۔ اللہ کے معاملے میں حکم دینا جاہلیت ہے جس کی بنیاد محض گمان ہے اور قیاس و وہم ہے خدا ہی کا حکم انسانی زندگی کے ہر گوشہ میں صحیح رہنمائی کرتا ہے اور صحیح طرزِ عمل کی ہدایت دیتا ہے، کیونکہ خدا ہی علم و حکمت طاقت و قوت کا واحد سرچشمہ ہے۔"

سیاسی اقتدار پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

یعنی خدا کی سرزمین میں جہاں بھی رہوں سچائی اور حق ہی میرا حقیقی مقصد ہو۔ میں کہیں سے نکلوں تو اسی کی خاطر۔ اور کہیں پہونچوں تو اسی کی خاطر۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے قوت و اقتدار کو میرا پشت پناہ بنا دے"

دراصل سیاسی اقتدار ہی حق اور راستی کو قائم کرنے اور باطل کو ختم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"خدا حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سد باب کرتا ہے جن کا سد باب قرآن کے ذریعے نہیں کرتا"

یہ ساری کائنات جس کی پاکی بیان کر رہی ہے وہی ان کا حقیقی فرمانروا ہے۔ وہی فرمانروائی کی تمام بنیادی صفات کا سرچشمہ ہے اور کوئی ایسی طاقت نہیں جو ان صفات میں ان کی شریک ہو، انسان پر حکومت کرنے اور انسان کے لیے قانون زندگی بنانے کا حق اسی ہی کو ہے جو تمام کمزوریوں اور غلطیوں سے پاک جو دانائی اور طاقت کا سرچشمہ ہو جو سب پر غالب اور کوئی اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہ ہو۔

آیۃ الکرسی میں حاکمیت اعلےٰ کا بڑا ثبوت ہے کہ:

"اللہ ہی وہ زندہ و جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ کون ہے جو اسکی جناب میں اسکی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے۔ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے اسکی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں۔ پس وہی بزرگ و برتر ذات ہے"

مفسرین لکھتے ہیں کہ:

نادان لوگوں نے اپنی جگہ چاہے کتنے ہی خدا اور معبود بنا رکھے ہوں مگر اصل واقعہ یہ ہے کہ خدائی پوری کی پوری بلاشرکت غیرے اس غیر فانی ذات کی ہے جو کسی کی بخشی ہوئی زندگی سے نہیں بلکہ اپنی ہی حیات سے زندہ ہے۔ جس کے بل پر ہی کائنات کا سارا نظام قائم ہے۔ اپنی سلطنت میں خداوند ہی کے جملہ اختیارات کا مالک وہ خود ہی ہے۔ کوئی دوسرا نہ اسکی صفات میں شریک ہے، نہ اس کے اختیارات میں اور نہ اس کے حقوق میں۔ لہذا اسکو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ شریک ٹھہرا کر زمین اور آسمانوں میں جہاں بھی کسی اور کو معبود بنایا جارہا ہے۔ ایک جھوٹ گھڑا جارہا ہے اور حقیقت کے خلاف جنگ جاری ہے۔

ان ساری گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ خدائے بزرگ و برتر کا ہے۔ انسانوں کے اعمال کے مطابق ان پر حکمران مقرر کیے جاتے ہیں۔ اگر حکمران یہ سمجھ کر کہ وہ اپنی طاقت کے بل بوتے یا کسی کے لانے پر برسر اقتدار آیا ہے ایسی کارروائیاں شروع کردے جو انسانیت کی تضحیک کا باعث ہوں اور رب الجلیل کے اختیار میں (نعوذ باللہ) ایک طرح کی مداخلت ہو تو خدا اسکی رسّی کو دراز کر سکتا ہے، لیکن ہمیشہ کے لیے اسے خدائی نہیں بخش سکتا۔

اس لیے مسلمان سربراہوں کے لیے ضروری ہے کہ اقتدار اعلیٰ کے اختیارات کو چھیڑے بغیر اس کے خلیفہ کی حیثیت سے جوابدہی کی سوچ کے ساتھ عوام کی خدمت کریں۔

رمضان المبارک اور مسلمان کی زندگی

مولانا محمد الیاس ارشد دریاخان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھُدی اللناس (پ۲)

روزے کا فلسفہ ہر قوم میں اپنے اپنے مذہب کے احکام کے مطابق پایا جاتا ہے اور کوئی قوم آج تک روزے کی منکر نہیں۔ البتہ روزے کی تشکل و اسلوب میں فرق ہے۔ تعداد بھی مختلف ہے اور اس کے ثمرات کا تصور بھی جداگانہ ہے۔ اسلام نے جس طرح زندگی کے دیگر شعبوں میں رہنمایانہ احکام کی تکمیل فرمادی۔ اسی طرح صوم یعنی روزے کا معاملہ بھی تقویٰ و تقدس کی انتہائی بلندیوں پر لے جاکر مکمل کر دیا۔

چنانچہ یہ شرفِ عظیمہ صرف اور صرف امتِ محمدیہ کو حاصل ہے۔ کہ اس کے لیے رمضان المبارک کا پورا مہینہ صوم کا مہینہ قرار دیا گیا۔ کھانے پینے کے اوقات تبدیل کر کے طلوعِ صبح سے غروبِ آفتاب تک کھانا پینا ممنوع قرار دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی تزکیۂ نفس اور انضباطِ نفس کی وہ عظیم و کبیر حکمت رکھ دی کہ دنیا کی کوئی قوم اور کوئی مذہب اسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ عظیم و کبیر اطبّاء و حکماء نے اسلامی روزے کے فواید عظیمہ و جلیلہ کا اعتراف کیا ہے اور بڑے بڑے فلاسفہ نے اسے لطائف عجیبہ اور غرائبِ حکمیہ کی برتری کو شرح صدر سے تسلیم کیا ہے انسانیت کا کمال مادی فواید یا جسمانی طول و عرض سے نہیں ناپا جاتا۔ اس کا حقیقی معیار رُوح کی لطافت اور پاکیزگی ہے۔ اسلام نے اسی کی بلندی کا موثر اہتمام کیا ہے۔

ارشادِ ربانی کی رُوح سے روزے کا بنیادی مقصد متقی بنانا ہے۔

(لعلّکم تتقون ٥ سے اسی طرف اشارہ ہے)

اور تقویٰ کا تعلق خالصتاً روح سے ہے۔ اعضاء جوارح سے افعالِ حسنہ کا صدور تقویٰ ہی کا نتیجہ ہے اور لطافتِ روح پر تقویٰ ہی دلالت کرتا ہے۔ اگر روح غلیظ ہو تو اعمالِ حسنہ کا ظہور ہی نہیں ہو سکتا۔

اس لیے حکیم کائنات، آمنہ کے لال، یتیم مکہ، فخر الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی بلندی اور اخلاقی ترقی کی خاطر فرضی عبادات کے علاوہ نفلی عبادات پر مداومت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ رمضان شریف کی آمد آمد پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

صحیحین کی ایک حدیث کی رُوح سے یہ مہینہ انتہائی عظمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے، اس کی بے شمار فضیلتوں میں سے ایک فضیلت و عظمت یہ ہے کہ اس کا چاند نظر آتے ہی دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیطانوں اور سرکش جنات کو پس زندان کر دیا جاتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کرنے کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کی روزی بڑھا دی جاتی ہے۔ اس بابرکت مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے ثانی بخشش اور رحمت کا ہے اور تیسرا یعنی آخری عشرہ دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا ہے۔"

ارشاد خداوندی:

لیلۃ القدر خیر من الف شھرہ (پ۳۰)

کے مطابق اس مہینہ میں ایک مبارک رات ایسی ہے جو عظمت و فضیلت میں ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اس رات بطور خاص ملائکہ اور روحیں زمین پر اہل زمین کے لیے اعزاز و بشارتیں اور سلامتی لے کر اترتی ہیں اور یہ سلسلہ مبارک طلوعِ فجر تک قائم رہتا ہے۔ پھر قرآن پاک جو نوعِ انسانی کے لیے آخری اور ابدی ضابطۂ حیات ہے اس مبارک مہینہ کی اسی مقدس رات کو عرش عظیم سے آسمانِ دنیا پہ نازل ہوا۔

غرض اس ماہِ بزرگ ... بہت ہیں۔ مبارک ہو ان لوگوں ... کی تقدیس تعظیم کا پورا پورا خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس ماہ کی عزت و توقیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پابندِ صوم بنائے۔

آمین ثم آمین

الطاف الرحمٰن نبوی

قسط نمبر: ۵

ولی اللّٰہی خاندان اور اسکی فیض یافتہ جماعت مجاہدین کے کارنامے

بلاشبہ سید احمد شہید خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے سچے داعی تھے۔

اس زمانے میں ہندوستان کے مسلمان سیاسی اقتصادی اور معاشرتی غرض ہر لحاظ سے انتہائی پسماندگی کا شکار تھے ان کی تہذیب و تمدن مٹتی اور ان کی قومی ہستی فنا ہوتی جا رہی تھی اور وہ اپنے ہی سرزمین میں اجنبی سے لگ رہے تھے۔ قومی اور ملی درد رکھنے والے مسلمین مخلصین سے امت مسلمہ کی یہ زبوں حالی دیکھی نہ جا سکتی تھی اور وہ کسی بھی ممکن طریقے سے مسلمانوں کے منتشر اور بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کرنے اور ان کے وجود کو ابھارنے کی فکر کر رہے تھے برصغیر کے اصلی باشندے استعماری قہر و غضب کی چکی کے دو پاٹوں کے بیچ پسے جا رہے تھے اور ان کو اُف کرنے تک کی اجازت نہیں تھی۔ قومی استقلال کا نعرہ لگانا اور اسی کے حصول کے لیے عملی جد و جہد کرنا تو کجا اس کی نفس خواہش بھی ایسا سنگین جرم شمار کیا جاتا تھا جس کی سزا تختۂ دار ہی سکتی تھی۔

اندریں پر خطر و خوفناک حالات گوشۂ مسجد میں معتکف اللہ اللہ کرنے والے ایک سفید درویش غازی منودار ہوئے جن کی جرات و ہمت نے ہندوستان کی سنسنی خیز فضاؤں کی خاموشی کو جہاد اسلامی کی گرجدار آواز سے پاش پاش کر دیا۔ باطل کے زرغ میں حق کے داعی اور کفر کے ایوانوں میں اسلام کے علمبردار یہ شیر دل مرد مجاہد ولی اللّٰہی خاندان کے چشم و چراغ فخر حدیث شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی دو جزء مگر جامع تعریف میں مذکرۂ علماء ہند کے یہی الفاظ کافی ہیں کہ ” با جملے جامع علوم بلکہ آئینے از آیات الٰہی بود،، آپ نے باوجود ضعف و نقاہت اور پیرانہ سالی کے برصغیر کو دارالحرب قرار دے کر وقت کی سب سے بڑی اور سفاک آمریت کو للکارا اور مسلمانان ہند کی رگ حمیت کو جھنجھوڑا۔

ان کے بعد ان کے اسی مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے انہی کے فیض یافتہ تیرھویں صدی ہجری کی تاریخ اسلام کے عظیم ہیرو سید احمد بریلوی آگے بڑھے اور دنیا کو عملی طور پر مبتلا دیا کہ تہتی سچائی کس بے خوفی سے مسلح جھوٹ پر ٹوٹ پڑتی ہے۔

آپ ۱۸۸۵ء میں ہندوستان کے ایک قصبے رائے بریلی میں پیدا ہوئے شاہ عبدالقادر محدث دہلوی سے اکتساب علم کیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب سے بیعت ہوئے۔ ولی اللّٰہی خاندان سے علمی و روحانی فیض یابی کی بنا پر سید صاحب انہی کی صفات اخلاص و للہیت، ایثار و قربانی اور آزادئ ضمیر و حریت طبع سے موصوف اور دینی جذبے سے سرشار تھے۔ وہ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیئے دل میں زبردست تڑپ رکھتے تھے لیکن یہ صرف اسی صورت میں ممکن تھی جب کہ ہندوستان سے انگریزوں اور سکھوں کا خاتمہ ہو سکے۔

اسی خیال سے سید صاحب نے راجپوتانہ کے ایک ایسے نواب کی ملازمت اختیار کر لی جو دل سے انگریزوں کا دشمن تھا اور ان کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کا عزم کیئے ہوئے تھا۔ مگر بدقسمتی سے خیالات میں تبدیلی آنے کی وجہ سے اسی نواب کی انگریزوں سے صلح ہوئی، چنانچہ سید صاحب نے ان کی ملازمت ترک کر دی اور خود انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

سید صاحب نے پشاور کے علاقے سے جہاد کی ابتدا کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ پہاڑی علاقہ ہونے کے سبب وہاں جنگ کو زیادہ طول دیا جا سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ پشاور سے افغانستان کی اسلامی سلطنت بہت قریب تھی جہاں سے امداد کی توقع کی جا سکتی تھی۔

آپ کا منصوبہ یہ تھا کہ پہلے پنجاب وغیرہ کے علاقوں سے سکھوں کی غیر اسلامی اور ظالم حکومت کا خاتمہ کیا جائے اور پھر انگریزوں سے ٹکر لی جاوے۔ سکھ اس زمانے میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کئے ہوئے تھے لہٰذا پہلے ان سے نمٹنے کا فیصلہ بہت حد تک جائز اور درست تھا۔

سید صاحب نے وعظ و تبلیغ کے ذریعے لوگوں پر جہاد کی اہمیت واضح کرنا شروع کر دی۔ آپ کا ذاتی اخلاق و کردار اور وعظ کا طریقہ اسی قدر پاکیزہ اور اثر انگیز تھا کہ لوگ جوق در جوق آپ کی طرف کھنچتے چلے آ رہے تھے۔ شاہ ولی اللہ کے خاندان کے افراد بھی جو علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار تھے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے ان میں سے زیادہ مشہور شاہ ولی اللہؒ کے پوتے مولوی محمد اسماعیل اور شاہ عبدالعزیزؒ کے داماد مولانا مولانا عبدالحی صاحب ہیں۔

سید صاحب اور ان کے شرکاء کار خصوصاً مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ نے برطانوی ہندوستان کو گوشے گوشے میں

میں اور پشاور اور کابل تک جہاد اسلامی کی نہایت سرگرمی سے تبلیغ کی اور ہزاروں مسلمانوں نے ان کی موثر آواز پر لبیک کہا جب آپ کی تیاری مکمل ہوگئی تو عام مسلمانوں کو جہاد کے متعلق یہ تفصیلی ذیل ایک اطلاع نامہ بھیجا گیا۔

"سکھ قوم عرصے سے لاہور اور دوسری جگہوں پر قابض ہے اور ان کے ظلم کی کوئی حد نہیں رہی انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کو بے گناہ شہید کیا اور ہزاروں کو ذلیل کیا ہے مسجدوں میں نماز کے لیے اذان دینے کی اجازت نہیں اور ذبیحہ گاؤ کی قطعی ممانعت ہے جب ان کو کابل اور پشاور کی طرف لے جا کر مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا اور ان کو جرأت دلا کر آمادہ عمل کیا۔ الحمدللہ کہ ان کی دعوت پر کئی ہزار مسلمان راہ خدا میں لڑنے پر تیار ہو گئے ہیں اور سکھ کفار کے خلاف ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء کو جہاد شروع ہوگا۔"

جہاد کا فیصلہ ہوتے ہی سرفروش مجاہدین کی جمعیت صوبہ سرحد کی طرف روانہ ہوگئی سکھوں کے راجہ رنجیت سنگھ کو جب ان کفن بر دوش غازیوں کی روانگی کا علم ہوا تو اس نے اپنی فوج کی کثیر تعداد اپنی سرحدوں پر متعین کردی اس غیر متوقع صورت حال سے مجاہدین کے لیے اپنے منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہو گیا لیکن سید صاحب نے فوراً ہی ایک دوسرا راستہ منتخب کر کے اپنے تمام ساتھیوں کو بلاتاخیر اس پر چلنے کا حکم دیا کٹھن راستوں کی سخت ترین تکالیف برداشت کرنے کے بعد مجاہدین کی یہ مقدس جماعت تھر پار کے راستے سندھ پہنچنے میں کامیاب ہوگئی اور وہاں سے منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے جلد ہی صوبہ سرحد میں داخل ہوگئی۔ یہاں پہنچ کر سید صاحبؒ نے مجاہدین کے اس قلیل التعداد لشکر کو چار جماعتوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک جماعت کا ایک جماعت دار مقرر کیا جس کی تفصیل یہ تھی

ایک جماعت مولوی محمد یوسف صاحبؒ کی تھی اور اسی میں سید صاحبؒ بہ نفس نفیس شامل تھے یہ ہمیشہ کوچ اور مقام میں داہنی جانب کو ہوتی تھی۔ دوسری جماعت مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کی تھی وہ کوچ اور مقام میں آگے ہوتی تھی۔

تیسری جماعت سید محمد یعقوب صاحبؒ کی تھی اس جماعت میں ان کے نائب شیخ بڈھن تھے یہ جماعت کوچ اور مقام میں بائیں طرف رہتی تھی چوتھی جماعت اللہ بخش خان کی تھی وہ پیچھے رہتی تھی۔ متفرق اشخاص بیچ میں ہوتے تھے۔

اسی نظم و انتظام کے ساتھ آپ نے موضع خویشگی سے کوچ کر کے ۱۸ دسمبر ۱۸۲۶ء مطابق ۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۲ھ تو نوشہرہ میں قیام کیا اور حکومت لاہور کو شرعی طریقے کے مطابق اس مضمون کا اعلام نامہ تحریر فرمایا۔

۱۔ یا تو اسلام قبول کر لو ——
اس وقت ہمارے بھائی اور ہمارے مساوی ہو جاؤ گے لیکن اس میں کوئی جبر نہیں۔

۲۔ یا ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کرو۔ اس وقت ہم اپنے مال و جان کی طرح تمہارے مال و جان کی حفاظت کریں گے۔

۳۔ آخری بات یہ ہے کہ اگر تم کو دونوں باتوں میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ مگر یاد رکھو کہ سارا یاغستان اور ملک ہندوستان ہمارے ساتھ ہے اور تم کو شراب کی محبت اتنی نہ ہوگی جتنی ہم کو شہادت کی ہے۔

دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام نامے کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ قاصد آوردۂ اعلامیہ نامے کو دربار سے نکلوا دیا چنانچہ جنگ شروع ہوئی مجاہدین نے سکھوں کو اکوڑہ اور حضرو کے مقامات پر شکستیں دیں اور ان کا بڑا علاقہ چھین لیا۔ ان علاقوں میں سید صاحب نے خلفاء راشدہ کے طرز پر اسلامی اصول و قوانین کا نفاذ کیا۔ ۱۸۲۷ء ہی میں سید صاحبؒ کو باقاعدہ طور پر مجاہدین کا امیر تسلیم کیا گیا۔ اب آپ نے اپنے مفتوحہ اور زیر اثر علاقوں میں اقتصادی اصلاحات نافذ کیں اور زمینداروں وغیرہ سے مالیہ وصول کیا۔ آپ کی بڑھتی ہوئی طاقت اور اصلاحی اصولوں کی پابندی سے گھبرا کر حاکمان پشاور سلطان محمد اور یار محمد نے دشمنوں سے مل کر آپ کے خلاف بغاوت کردی۔

سکھوں میں ہلچل مچ گئی اور وہ مجاہدین میں پھوٹ ڈالنے کی فکر کرنے لگے انہوں نے سید صاحب کو وہابی مشہور کر دیا اور پٹھانوں کو جو اپنے رسوم و رواج پر سختی سے کاربند تھے آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ چونکہ سید صاحب اپنے پیرؤں کا اخلاقی حالت سنوارنے کا تہیہ کیے ہوئے تھے لہٰذا وہ پٹھانوں کے غیر اسلامی طور طریقوں سے بھی بیزار تھے اور انہیں صحیح اسلامی زندگی اپنانے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ نتیجۃً پٹھان سید صاحبؒ سے بگڑ گئے۔

غداران ملک و ملت نے ایک طرف تو سادہ لوح مسلمانوں کو بہکا کر مجاہدین میں شامل ہونے سے روکا اور دوسری طرف مجاہدین کے خفیہ ٹھکانوں کی نشان دہی کر کے دشمنوں کو ان پر بھرپور حملے کرنے کے مواقع بہم پہنچائے ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر آخری معرکہ ہوا جس میں سید احمدؒ اور مولانا محمد اسماعیلؒ دونوں شہید ہوئے اور اس طرح سے یہ مقدس تحریک جہاد بھی بعض ہندی مسلمانوں کی روایتی ضمیر فروشی اور غداری کی بھینٹ چڑھ گئی۔

خالص اسلامی نقطۂ نظر اور طرز عمل کے ساتھ جو دنیاوی نتائج پیدا کرنے کے لیے یہ جدوجہد شروع کی گئی تھی۔ گو وہ اس پر مرتب نہ ہوئے تاہم قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت ہی وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کفر کے خلاف جہاد جاری رکھنے کا جو فرض مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے۔ سید صاحبؒ اور ان کی جماعت اس سے کماحقہ طور پر عہدہ برآ ہوئی۔ علاوہ ازیں اس تحریک نے مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی شعور کی بیداری میں بہت کام کیا۔

جماعت مجاہدین کو ان خونیں حادثات سے اگرچہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا لیکن ان کے دم خم ختم نہیں ہوئے۔ بقول سر ہنٹر، یہ تحریک اس مقام پر پہنچ چکی تھی جہاں کسی قائد کی

باقی صفحہ ۱۸ پر

امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

نام۔ مولانا الحافظ القاری شرف الدین احمد سید عطاء اللہ شاہ حسنی قادری بخاری۔ کنیت ابوالعطایا۔ چہرہ کھلی کتاب کی مانند شیشے سے زیادہ شفاف اور دل کدورت سے پاک تھا، حرص، طمع، لالچ اور ناموری نام کو نہیں تھی، بالعموم لباس کھدر کا استعمال کرتے اور سفر بھی ہمیشہ ہی تھرڈ کلاس میں کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے عرض کیا "شاہ جی آپ تو کرتے کے ساتھ شلوار پہنا کرتے تھے۔ لیکن کچھ دنوں سے آپ نے تہہ بند پہننا شروع کر رکھا ہے" فوراً بات کاٹ کر بولے بھائی یہ حضورؐ کا لباس ہے میاںؐ پہنا کرتے تھے ظاہر ہے کہ اس جواب کے بعد ہر سوال ختم ہو جاتا ہے۔ فی الجملہ شاہ جی عجیب و غریب خوبیوں اور خصوصیتوں کا مجموعہ تھے ان کی باتیں بظاہر مشکل معلوم ہوتیں مگر وقت آنے پر "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔" کے مطابق حرف بحرف صحیح ثابت ہوتیں۔

آپ کی زندگی کے عزیز ترین دوست محترم آغا شورش صاحب رقمطراز ہیں کہ تحریک آزادیٔ وطن کے آخری مرحلہ پر شاہ جی مغرب کے وقت دفتر احرار کے چھجے میں آکھڑے ہوتے ان مظاہروں کا نظارہ کرتے اور کہتے: شورش! مجھے نظر آرہا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دور دور تک آگ لگی ہوئی ہے مکان جل رہے ہیں، دکانیں لوٹی جا رہی ہیں اور قذاق عصمتیں اڑائے سرپٹ دوڑ رہے ہیں، ماں بیٹے کو چھوڑ چکی ہے باپ بیٹی کو ہار چکا ہے چاروں طرف قیامت کا صور پھک گیا ہے، پھر ایکا ایکی ملنگوں کے انداز میں نعرہ گونجانے لگتے، کر دے چٹیل میدان مولیٰ کر دے چٹیل میدان لعنت بر پدر فرنگ

ملک و ملت کی بے لوث خدمات

شاہ جیؒ نے ملک و ملت کی جو بے لوث خدمات انجام دی ہیں اس کے تذکرے آج بھی دیہی آبادی کے ہر کہہ و مہہ کی زبان پر اکثر سننے میں آتے رہتے ہیں شاہ جی اپنی اس انقلابی زندگی کے خود راوی ہیں کہ "مسلسل سفر یا پھر جیل، مہینوں گھر اور بچوں کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا تھا، بس ایک دھن تھی ایک جنون تھا۔ ایک نشہ تھا کہ اپنے مشن کے لیئے جان لڑا دو، بس آندھی بن کر اٹھے اور بادل کی طرح برس گئے، پھر میری زندگی ہی کیا ہے میں کیا ہوں؟ نہ نبی ہوں نہ ولی، خدا کی مخلوق میں سب سے برا اور عاجز، میرے گناہوں پر مالک نے پردہ ڈال دیا ہے۔ حسنات الابرار سیئة المقربین (ارشاد)

حضرت مولانا سید ابوذر بخاری مدظلہ کے فرمان کے مطابق حضرت کی زندگی سراپا طوفان و انقلاب تھی اعلاء کلمة الحق سعیٔ استخلاص وطن اور غلبہ اسلام کے لیے عظیم الشان اور سراپا آزمائش و پرخطر جد و جہد آپ کا اوڑھنا بچھونا تھی آپ کی ذات بظاہر صرف ایک موضوع ہے لیکن در حقیقت ان کی تاریخ ساز شخصیت کی بدولت وہ ایک پورے دور اور مکمل عہد کی تہذیبی و معاشرتی ادبی و ثقافتی اور سیاسی و دینی تاریخ کا عجیب و غریب دفتر — یعنی سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں چھوٹے چھوٹے موضوعات کا دائرة المعارف اور انسائیکلوپیڈیا ہے۔ ظاہر ہے کہ موضوع کی عظمت و اہمیت اور وسعت و گیرائی کے سبب اسے پوری مہارت سے مصنفانہ ذہانت اور علمی و تحقیقی سلیقہ مندی کے ساتھ جامع و مانع انداز میں اسے مرتب و شائع کرنا دراصل یہ کام ایک مستقل مجلس تحقیق و تالیف اور اکاڈیمی کا کام ہے۔ افسوس مورخ نے شاہ جی کے ساتھ انصاف نہیں کیا ورنہ شاہ جی کی ملکی اور دینی بے لوث خدمات کی فہرست اتنی وسیع ہے کہ شاید ہی کوئی راہنما اتنا اہمیت اور اہلیت کا مالک ہو گا شاہ جی بھی قانون فطرت کے مطابق سب کو روتا چیختا چھوڑ کر اپنے اللہ کریم کو پیارے ہو گئے یا شاید وہ اپنی قوم سے روٹھ گئے اور دل برداشتہ ہو کر اس دنیا سے ہی واک آؤٹ کر گئے۔ وہ بخاریؒ جس نے گالیاں سنکر دعائیں دیں۔ وہ بخاریؒ جس نے ادنیٰ سے رضا کار کو بھی خوش آمدید کہا۔ وہ بخاریؒ جس نے مرزائیت کے پرخچے اڑا دیئے۔ وہ بخاریؒ جس نے انگریز جیسے جابر و ظالم حاکم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھری کھری سنائیں وہ بخاریؒ جس کے عمل اور زبان سے آج تک کسی مسلمان کی دل آزاری نہیں ہوئی۔ وہ بخاریؒ چپکے سے بارگاہ رب العلمین میں حاضر ہو گیا، وہ بخاری جاتے وقت ہر مومن مسلمان کے دل میں ختم نبوت کا ایک بھاری اٹیم بم بھی چھپا کر رکھ گیا کہ جب یہ پھٹیگا تو مرزائی اپنی موت آپ ہی مر جائیں گے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آج ان کی سب باتیں الہامی اور کشفی معلوم ہوتی ہیں۔

تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لئے بخاری کی قربانیاں

تقریباً ۱۹۵۲ء کے اوسط میں شاہ جی اپنے پیر و مرشد شیخ کامل حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ قدس سرہ کو ملنے کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت شیخ مرحوم مغموم اور متفکر معلوم ہوتے تھے شاہ جیؒ جو مزاج شناس تھے وجہ دریافت فرمائی؟ تو حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا بخاری صاحب مرزائیت کافی فروغ

حاصل کر رہی ہے اس لیے طبیعت پریشان ہے پھر آپ نے شاہ جی کو اس طرف توجہ دلائی۔

شاہ جیؒ نے فرمایا حضرت ہماری قربانیاں حاضر ہیں جناب کی توجہ کی ضرورت ہے پھر شاہ جی نے اپنے خاص انداز میں فرمایا ع میری گھگھری نوں لوادے گھنگھرو جے توں میری ٹور ویکھنی۔ حضرت شیخ اس انوکھی اپیل کو سن کر زیر لب مسکرائے اور دل سے دعا فرمائی واپسی پر چند ایام کے بعد مرزائیت کے مذموم عزائم کے بارے میں ملک کے ایک بڑے فوجی افسر کی معرفت اندوہناک معلومات ہوئیں تو شاہ جی کی چیخیں نکل گئیں اور اپنے پیر و مرشد کی روحانیت پر اعتقاد میں مزید اضافہ ہو گیا ان حالات میں شاہ جی نے مجبور ہو کر ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے لیے خود اور اپنے نمائندوں کے ذریعہ مسلمان راہنماؤں سے تبادلہ خیالات شروع کر دیا پھر شاہ جیؒ کی انتھک محنت اور جد و جہد سے تھوڑے دنوں کے بعد ایک عوامی تحریک عمل میں آگئی جس کی نمائندگی کے لیے تقریباً ملک کی بڑی جماعت شاہ جی کی ہمنوا بن گئی جس کا نام "آل مسلم پارٹیز کنونشن" تجویز کیا گیا شاہ جیؒ نے تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لیے جان پر کھیل کر جو قربانیاں پیش کی ہیں آج نہیں تو کل گرد و غبار ہٹ جانے کے بعد تاریخ ان کو تلاش کرنے پر ضرور مجبور ہو گی

قرآن سے عشق

شاہ جی مرحوم کا یہ جملہ اکثر حضرات کے علم میں ہو گا۔ فرماتے کہ میں دنیا میں ایک چیز سے محبت کرتا ہوں اور وہ ہے قرآن مجھے صرف ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے انگریز میں سمجھتا ہوں کہ زندگی کے تجزیوں اور مشاہدوں نے میرے ان دو جذبوں میں بلا کی شدت اور حرارت پیدا کر دی ہے قرآن مجید سے شاہ جی کا عشق آخری درجہ کو پہنچا ہوا تھا شاہ جیؒ کی کسی ایسی تقریب کا حوالہ نہیں دیا جا سکتا جو کہ قرآن مجید کی حلاوت اور تلاوت کے بغیر اختتام پذیر ہوئی ہو۔

غیر مسلم بھی شاہ جی کی تلاوت سے دل تھام میں نہیں رکھ سکتے تھے اور بارہا ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے مسٹر نہرو کا یہ قول بہت مشہور ہے کہ اور وقت تو نہیں تھا البتہ شاہ جیؒ کی تلاوت قرآن مجید کی قوت سے کھینچ لائی ہے فرماتے میرے لیے جو کچھ ہے قرآن مجید میں ہے اس کے بارے جو بھی ہے باطل ہے اور ایک باطل کے لیے میرے پاس مطالعہ کا کوئی وقت نہیں ہے۔ اگر آج دنیا قرآن کو چھوڑ کر دوسری کتابوں پر عمل کرنے کے لیے زندگی وقف کر سکتی ہے تو میں دوسری کتابوں سے روگردانی کر کے صرف آخری کتاب الٰہی پر توجہ کیوں نہ مرکوز کروں میں تو قرآن کا مبلغ ہوں میری باتوں میں اگر کوئی تاثیر ہے تو وہ صرف قرآن مجید کی وجہ سے ہے۔ جو چیز مجھے قرآن سے الگ کرے میں اسے آگ لگا دوں گا۔

ع جمیع العلم فی القرآن لکن۔ تقاصر عنہ افہام الرجال۔

وفات

شاہ جیؒ کی بیماری کی خبر اس وقت کے صدر مملکت جناب محمد ایوب خان صاحبؒ کو پہنچی تو انہوں نے علاج معالجہ کے لیے حکومت کی خدمات پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر شاہ صاحب صاحب منظور فرمائیں تو ان کی خدمت میں ماہانہ بھی پیش کیا جائے مگر حضرت شاہ صاحب نے اپنی عادت کے مطابق حکومت کی طرف سے نقد روپیہ وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

شاہ جیؒ کی وفات پر مرزائیوں کے علاوہ پورے ملک میں سوگ منایا گیا اور تمام اخبارات نے اداریئے لکھے روزنامہ امروز ملتان، روزنامہ مشرق لاہور نے خصوصی ایڈیشن شائع کئے ہفت روزہ چٹان لاہور نے خصوصی بخاریؒ نمبر ضخیم شائع کیا۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے شاہ جی کی وفات پر کہا کہ "سید عطاء اللہ شاہ بخاری جنگ آزادی اور اسلام کے زبردست مجاہد تھے"۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے تعزیتی خط میں لکھا کہ "زمانہ ایک ایسی شخصیت سے محروم ہو گیا جس کا وجود اس برعظیم کے لیے ایک عظیم عطیہ تھا تاریخ ان کے مقام کا فیصلہ ضرور کرے گی لیکن ہمارے دل ان کے مقام کا تعین کر چکے ہیں کہ ان کی رحلت سے آنکھیں اشکبار رہیں نہ جانے اب ان سے کہاں ملاقات ہو گی۔

شاہ جی ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو چھ بج کر ۵۵ منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ریڈیو نے ملک بھر میں خبر پھیلا دی ۲۲ اگست کی سہ پہر تک دو لاکھ آدمی کے مجمع نے حضرت مولانا سید ابوذر بخاری نے نماز جنازہ پڑھایا۔

بقیہ ولی اللہی خاندان

موت و حیات اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔

تحریک جہاد برابر جاری رہی۔ اور مختلف علاقوں میں سکھوں سے مقابلہ ہوتا رہا ۱۸۴۹ء میں سکھوں کی حکومت ختم کر کے انگریزوں نے پنجاب کو بھی براہ راست اپنے قبضے میں لے لیا تو مجاہدین کو سکھوں کی بجائے انگریزوں سے گتھم گتھا ہونا پڑا جو بے انداز طاقت اور وسائل کے مالک تھے۔ مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی اور مولانا صادق پوری کے بعد دیگرے مجاہدین کی قیادت کرتے رہے وہ کبھی کھل کر انگریزوں کا مقابلہ کرتے اور کبھی زیر زمین سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے۔ انگریزوں نے مجاہدین کا قلع قمع کرنے کی غرض سے ان پر بہت سختیاں کیں اور مقدمات چلائے جن میں سے انبالہ سازش کیس، پٹنہ سازش اور راج محل سازش کیس وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ ان مقدمات کے نتیجے میں بہت سے رہنماؤں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا اور بہت کو قید کی سزا دی گئی تاہم مجاہدین کی سرگرمیاں بدستور جاری رہی تا آنکہ تحریک آزادی ہند شروع ہوئی۔

محمد ادریس

تحریکِ نظامِ مصطفیٰؐ کا شہیدِ اوّل

دنیا جو کہ فانی اور ختم ہونے والی ہے اس میں آنے والے بھی کچھ لوگ اس چند روزہ زندگی کو احسن طریق سے گزارتے ہیں اور کچھ اس قیمتی عرصہ کو بھول بھلیوں گناہوں اور خدا کی نافرمانیوں میں گزار دیتے ہیں۔ کچھ لوگ حیات فانی کو اپنے رب الکریم کی رضا اور خوشنودی کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ اور حالیہ تحریک نظام مصطفیٰؐ میں ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آئے۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں اللہ کی راہ میں قربان کیں اور زندہ جاوید ہو گئے۔ ان خوش بخت لوگوں میں ایک محمد ادریس ہیں۔ ان کا تعلق لائلپور سے ہے۔ پنجاب کی تاریخ میں لائلپور نے سامراجیوں اور اسلام دشمنوں کے خلاف ہر تحریک اور ہر جدوجہد میں ملک کے دوسرے حصوں کے شانہ بشانہ حصہ لیا ہے۔

محمد ادریس کے والد حاجی ابراہیم لدھیانہ کے رہنے والے ہیں۔ لدھیانہ کے لوگ عموماً خوش خلقی سخاوت، سیاست میں دلچسپی اور اسلام سے والہانہ وابستگی کی وجہ سے غیر منقسم پنجاب کے دیگر شہروں کے باشندوں کی نسبت نمایاں امتیاز رکھتے ہیں۔ اور پھر حاجی ابراہیم (جو سلطانی مٹھائی والے کے نام سے مشہور رہیں) تو ان مذکورہ خصوصیات میں منفرد ہیں۔

حاجی محمد ابراہیم اب بھی اسی طرح سیاست میں زور و شور سے حصہ لیتے ہیں جس طرح بچپن میں لیا کرتے تھے۔ گو کہ جوان بیٹے کی موت نے ان پر گھریلو ذمہ داریوں کا بوجھ دوگنا کر دیا ہے اور قویٰ مضمحل ہونے لگے ہیں، مگر ان کا کہنا ہے۔ کہ جب تک دم میں دم ہے اور جب تک تحریک نظام مصطفیٰؐ کامیاب نہیں ہو جاتی اور ملک میں اسلامی نظام قائم نہیں ہو جاتا وہ اس [illegible] جدوجہد میں شانہ بشانہ شریک رہیں گے۔ کیونکہ وہ سیاست کو مذہب سے الگ نہیں سمجھتے انہیں جمعیت علماء ہند مجلس احرار اسلام تبلیغی جماعت اور جمعیت العلماء اسلام کے

تقریباً تمام مرکزی اکابرین کو قریب سے دیکھنے ان کی مجلس میں بیٹھنے اور ان سے [illegible] ہونے کے بے شمار مواقع میسر آئے ہیں ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ سارا خاندان قطب الاقطاب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ سے بیعت ہے اور حضرت شیخؒ نے نوجوان محمد ابراہیم کی موجودگی میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے فرمایا تھا کہ "حضرت میرا ووٹ نہیں ہے، ورنہ نیازمندی سے آپ کی خدمت میں پیش کر کے آخرت میں سرخرو ہو جاتا"، ان الفاظ نے نوجوان مرید کو چونکا دیا اسے حضرت مدنی رح کے مقام سے آگاہی حاصل ہوئی۔ چنانچہ اس نے علماء دیوبند کے سیاسی اور دینی محاذ کا سپاہی بننے کا فیصلہ کر لیا، اور آج تک اس فیصلے پر کاربند ہے، حضرت مدنی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ حضرت لاہوری اور خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے خصوصی تعلق رہا اور آج بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مولانا مفتی محمود صاحب حضرت محمد عبداللہ درخواستی شیخ الحدیث مولانا ذکریا مدظلہ، مولانا خان محمد صاحب آف کندیاں مولانا عبید اللہ انور صاحب اور سید اسعد مدنی سے خصوصی تعلق قائم ہے۔ وہ تحریک خلافت تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء تحریک بحالی جمہوریت تحریک ختم نبوت ۷۴ء اور موجودہ تحریک نظام مصطفیٰؐ میں جان و مال سے شریک ہوئے۔ حاجی محمد ابراہیم نے حالیہ تحریک نظام مصطفیٰؐ میں اپنے فرزند ارجمند کو قربان کر کے سنت ابراہیمی ادا کی اور اسے [illegible] زندہ کیا۔

محمد ادریس شہید اول شہ [illegible] ۱۹۴۴ء میں غیر منقسم پنجاب کے مشہور شہر لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں حضرت عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ دہلی تشریف رکھتے تھے۔ خط کے ذریعے انہیں اطلاع دی گئی حضرت موصوف

نے خو[illegible] نام محمد ادریس تجویز فرمایا جب ہندوستان [illegible] ہوا تو ہر طرف گشت و خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، اور آہ و بکا کی آوازیں [illegible] دیتی تھیں مگر ان تمام باتوں سے بے نیاز تین سالہ اد[illegible] تھے والدین کے ہمراہ موت کے منہ سے بچ [illegible] ان آیا، پاکستان میں انہوں نے مستقل طور پر لائل پور میں ڈیرہ ڈال دیا اور پانچ سال کی عمر میں محمد ادریس کو پاکستان ماڈل سکول میں داخل کر دیا گیا۔ محمد ادریس کے جد امجد چونکہ مذہب کے دلدادہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گھر کا ماحول بھی خالص دینی ہے۔ اور سب گھر والوں کا رجحان مذہب کی طرف زیادہ ہے۔ ماحول مذہبی ہونے کی وجہ سے ادریس نے آٹھ جماعتیں پڑھ کر چھوڑ دیا۔ ان دنوں لائل پور میں ٹیکسٹائل کی صنعت کافی ترقی کر چکی تھی۔ اور اتفاق سے مندر گلی جہاں محمد ادریس کا گھر ہے۔ ٹیکسٹائل پرنٹنگ کی وجہ سے کافی مشہور ہو گئی۔ اور اسی گلی میں محمد ادریس کے والد نے ادریس کارپوریشن کے نام سے ایک دوکان کھولی۔ حاجی محمد ابراہیم نے بتایا کہ اس کا دوکان میں اکثر دل نہیں لگتا تھا، یہی وجہ ہے کہ جب سے میں نے اسے دوکان میں خود مختار بنایا خاص منافع نہیں ہوا، کیونکہ اس کا دل دین داری کی طرف زیادہ مائل تھا۔ دنیاوی امور سے بچنا چاہتا تھا محمد ادریس کے والد حاجی ابراہیم نے ۱۹۷۰ء میں حج کا فریضہ ادا کیا اور اسی سال محمد ادریس کی شادی کر دی گئی۔

ادریس کے والد کا یہ عید پر معمول تھا کہ [illegible] قیدیوں میں کھانا تقسیم کرتے تھے۔ ادریس [illegible] ہمراہ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ادریس [illegible] کر رہا تھا کہ ایک معصوم صورت [illegible] رک گیا، اس نے اس قیدی کا نام پتہ اور جرم پوچھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس قیدی نے نہایت خاموشی اور بے کسی سے بتایا کہ وہ بے قصور ہے

اسے قتل کے جھوٹے مقدمہ میں ملوث کر کے قید کر دیا گیا ہے۔ اور اس بات کو تین سال گزر چکے ہیں ابھی مقدمہ شروع بھی نہیں ہوا۔

ادریس نے غیر ارادی طور پر کہہ دیا کہ اللہ فضل کرے گا اگر بے قصور بے گناہ ہوئے تو پہلی پیشی پر رہا ہو جاؤ گے۔" پھر رک کر پوچھا میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ قیدی نے ادریس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا کہ قدرت نے تمہارے نصیب اچھے بنائے ہیں۔ تم شہیدوں کی صف میں شامل ہو گے رہتی دنیا تک تمہارے آباؤ اجداد کا نام روشن ہو گا۔ ۲ ماہ بعد وہ قیدی ادریس کو دوبارہ ملا مگر اس وقت وہ بری تھا اور ادریس کی دکان پر کھڑا تھا، ادریس نے اس سے کہا کہ وہ میرا کہا تو سچ نکلا اب خدا سے دعا کرو کہ تمہارا کہا بھی پورا ہو جائے۔"

وقت کا دھارا بہتا گیا اور سال پہ سال بیت گئے ادریس کے تعلق داروں اور دوستوں میں زیادہ تر وہ لوگ شامل تھے۔ جو مذہبی طور سے اس کے ہم خیال تھے، ان میں ایک جامعہ اشرفیہ کا فارغ حاجی فقیر اللہ شہید شامل ہے۔

یہ دونوں اکٹھے جلسوں اور جلوسوں میں جاتے تھے۔ اور سادریس تو پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار کے ووٹوں کے لیے گھر گھر جاتا تھا مارچ میں انتخابی دھاندلی اور ووٹ کے تقدس کی پامالی کے بعد جو تحریک چلی اس میں محمد ادریس تن من دھن سے شریک رہا ادریس کے سسرال والے پیپلز پارٹی کے حامی تھے اسی دوران وہ اپنے سسرال لاہور گیا تو اس کے سسرال والوں نے اسے چڑانے کے لیے پیپلز پارٹی کی حمایت شروع کر دی اور بھٹو سادہ اکبر اے کا نعرہ لگایا اس نے نہایت صبر اور تحمل سے کہا ہاں اس شیر کا اس وقت پتہ چلے گا جب یہ تمہاری بیٹی کا سہاگ چھین لے گا دو چھوٹے بچوں کو یتیم کر دے گا ... کو بھائی سے محروم کر دے گا۔ اور ایک نوجوان مری بیوہ ہو جائے گی۔"

حات مارچ کے انتخابات میں دھاندلی کے خلاف ایک تحریک چلی اور تحریک ایسی چلی کہ دنیا اور شاید دنیا کی اب تک کی تاریخ میں مشکل سے مثال ملے۔ جب اس تحریک کو لاٹھی گولی آنسو گیس اور قید جانے کی اذیتوں سے دبایا نہ جا سکا تو اس وقت کی جعلی

اور نام نہاد حکومت نے جعلی وزیر اعظم بھٹو کے اشارے پر ملک میں خانہ جنگی کا منصوبہ بنایا۔ ۱۸ اپریل کو قومی اتحاد نے پروگرام کے تحت نماز عصر کے بعد مسجد کچہری بازار سے ایک جلوس نکالا جس کی قیادت حاجی فضل کریم۔ مولانا عابد نعیم اور شہر کے دیگر رہنماؤں نے کی جب یہ جلوس بھوانہ بازار میں پیپلز پارٹی کے ایم۔ پی۔ اے محمود الحسن ڈار کے مکان کے قریب پہنچا تو محمود الحسن ڈار کے مکان سے اندھا دھند فائرنگ شروع ہو گئی مگر محمد ادریس قلندرانہ شان سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتا آگے بڑھا اور بلند آواز سے کہا کہ "تحریک نظام مصطفیٰ کو گولیوں سے دبایا نہیں جا سکتا۔" اسی اثنا میں گولی محمد ادریس کی شہ رگ سے پار ہو چکی تھی۔ اور سنت حسینی ایک بار پھر تازہ ہو گئی۔ اس سے قبل صبح وہ اپنی دوکان پر اداس اداس سا بیٹھا تھا۔ ارد گرد کے دوکانداروں نے پوچھا ادریس خاموش کیوں ہو۔ اس نے جواب دیا میں نے خواب دیکھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس قیدی کی پیش گوئی پوری ہونے کا وقت آگیا ہے۔ خواب کیا تھا ادریس نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے بھوانہ بازار میں جلوس جا رہا ہے گولی چلتی ہے اور میری شہ رگ میں پیوست ہو جاتی ہے

اسی تمام جب حق و باطل کی ٹکر میں حق والوں میں سے ادریس شہید ہوئے تو کسی نے دوکان پر آ کر اس کے والد کو بتایا کہ ادریس بھوانہ بازار میں شہید ہو گئے ہیں۔ حاجی ابراہیم فوراً جائے وقوع پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں تو ایک جم غفیر ہے اور ایک ایم پی اے کے گھر کی چھت سے گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔

حاجی ابراہیم نے بھیڑ میں اپنے محمد ادریس کو تلاش کر رہے تھے مگر محمد ادریس نہیں تھا اب محمد ادریس شہید تھا اور پہلے سے کہیں زیادہ بلند درجات کا حامل ابدی نیند سو رہا تھا ایسی نیند کہ اس میں سوئے ہوئے کو زندہ ہیں کیونکہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ ادریس کی شہادت نے کئی سوتوں کو جگا دیا۔ اپنے خاندان کو بلندیوں پر پہنچا دیا ہے۔ جہاں کے لیے گناہگاروں کی روحیں تڑپتی ہیں۔ اور ان کی تڑپ ایک بلبلہ بن کر ختم ہو جاتی ہے۔ ادریس کی شہادت نے لاکھوں روحوں کو تازگی بخشی اور سب سے

بڑی بات تو یہ ہے کہ شہید کے خون سے اس تحریک کے پودے کی آبیاری ہوئی۔ اس کے بعد کبھی اس پودے کو خزاں اور پت جھڑ نہیں آئے گی

ادریس کی شہادت کے بعد شہر میں آگ سی لگ جاتی ہے لوگ غم و غصہ سے مشتعل ہو جاتے ہیں اور اس ضمیر فروش شقی القلب ایم۔ پی۔ اے کا گھراؤ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر پولیس ظلم و استبداد کا ساتھ دیتے ہوئے اس ایم پی اے کی کوٹھی کو اپنی حفاظت میں لے لیتی ہے۔ اور اس کے اہل و عیال کو شہر سے باہر لے جاتی ہے اگلے روز شہید کی نماز جنازہ کا اعلان ہوتا ہے۔

تحریک نظام مصطفیٰ کے لاکھوں جانثاروں کا جم غفیر دھوبی گھاٹ اقبال پارک میں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ تاکہ شہید کو محبوب حقیقی سے ملاقات سے قبل

آخری رسم کے طور پر نماز جنازہ پڑھائی جائے لاکھوں افراد نے نماز جنازہ ادا کی شہید کے جنازہ میں شامل لوگوں کا ایک جلوس بن گیا جو ۲ میل لمبا تھا۔ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمود نے جب ادریس کے شہید ہونے کی خبر سنی تو فرمایا، "شہید کی خبر سن کر میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی وہ تو میرا بیٹا تھا۔" جب شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب کو خبر پہنچی ہے تو مبارکباد کا خط لکھا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھرانے کی قربانی قبول کر لی"

اس واقعہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ محمود الحسن ڈار ایم۔ پی۔ اے لاہور کے مشہور بد معاش اور پیپلز پارٹی کے ذمہ دار عہدیدار طارق وحید بٹ کے بھانجے ہیں اور طارق وحید بٹ صادق قریشی کا خاص چہیتا ہے۔ اسی لیے ادریس کی شہادت کے سلسلے میں جو پانچ آدمی گرفتار کیے جاتے ہیں، ان کو چند دن کے بعد حفاظت خود اختیاری کے قانون کے تحت چھوڑ دیا جاتا ہے؟

مبینہ قاتلوں پر نامزد پرچہ درج کرایا گیا تھا کچھ گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ اسلحہ برآمد ہو گیا۔ مگر

وہی مجرم وہی قاتل وہی منصف ٹھہرے
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

حاجی محمد ابراہیم کو اپنے ۲۳ سالہ نوجوان بیٹے کے بچھڑ جانے کا دکھ تو ہے، لیکن افسوس نہیں میں نے غیر معمولی طور پر مطمئن مستقل مزاج اور استقامت کا پیکر پایا اور اب شہید اپنے پیچھے اپنی نشانی ہو بہو ادریس کی شبیہ اویس اور شہزاد ادریس کا ریپوریشن پر بیٹھے حاجی محمد ابراہیم کو ادریس شہید کی یاد دلاتے رہیں گے۔

ترتیب قمر ہاشمی

قومی و صوبائی اسمبلیوں کے امیدواروں کے لئے ہدایات

از سید عطاء الرحمن جعفری بی اے آنرز سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ

جمعیت علماء اسلام کے تمام امیدواروں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ الیکشن کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات کا خاص خیال رکھیں۔

الف :- اپنا نام ووٹروں کی فہرست میں دیکھ کر اچھی طرح جانچ پڑتال کریں۔

ب :- امیدواری کے فارم داخل کرنے سے پہلے اس بات کی تصدیق کر لیں کہ ان کے تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کا نام اس حلقہ میں درج ہے جہاں سے وہ انتخاب لڑ رہے ہیں۔ اور فلاں ابن فلاں ساکن فلاں ووٹروں کی فہرست حلقہ فلاں ہیں۔ فلاں نمبر درج ہے۔

ج اگر کسی اور حلقہ سے انتخاب لڑ رہے ہیں اور اپنے حلقہ سے انتخاب نہیں لڑ رہے ہیں تو آپ کے تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کا نام بطور ووٹر اسی حلقہ میں ضرور ہونا چاہئے جہاں سے آپ انتخاب لڑ رہے ہیں۔

د۔ تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کو تحریراً اقرار کرنا ہوگا کہ انہوں نے کسی اور امیدوار کی تائید نہیں کی۔

ر۔ گو حکومت نے پرچہ نامزدگی کا فارم نہایت آسان بنا دیا ہے۔ پھر بھی امیدواروں کو چاہیئے کہ کسی وکیل صاحب یا قانونی مشیر کی خدمات مستعار کر لیں تاکہ جانچ پڑتال کے دن اگر کوئی اعتراض کرے تو وکیل صاحب دلائل سے اعتراض رد کرا سکیں۔

زرِ ضمانت

قومی اسمبلی کے ہر امیدوار کو پرچہ نامزدگی کے ساتھ ایک ہزار روپیہ اور صوبائی اسمبلی کے ہر امیدوار کو پانصد روپیہ بطور زر ضمانت جمع کرانا ہوگا۔

انتخابی پروگرام کی جھلکیاں

۱۔ کاغذات نامزدگی کی وصولی ۷ اگست ۸ اگست تک۔

۲۔ کاغذات کی جانچ پڑتال۔ ۲۰ اگست

۳۔ کاغذات کے استرداد یا منظوری کے خلاف اپیل۔ ۲۴ اگست۔

۴۔ اپیلوں کا فیصلہ ۳۰ اگست

۵۔ کاغذات واپس لینے کی تاریخ یکم ستمبر

۶۔ امیدواروں کی آخری فہرست کی اشاعت ۴ ستمبر

۷۔ انتخابی نشانات کی الاٹمنٹ کے خلاف اپیلوں کی سماعت کی آخری تاریخ ۷ ستمبر

۸ پولنگ ۱۸ اکتوبر

سید عطاء الرحمٰن جعفری بی اے آنرز سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف نعمانی نے مختلف علاقہ جات تحصیل لودھراں کا دورہ کیا جس کی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے

انتخاب جمعیت علماء اسلام موضع شیر پور (لودھراں)

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے ناظم اعلیٰ محمد شریف نعمانی اور جمعیۃ علماء اسلام لودھراں شہر کے امیر مولانا رسول صاحب اور نائب امیر مولانا محمد موسیٰ صاحب نے موضع شیر پور کا تنظیمی دورہ کیا جس میں مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر۔۔۔ ملک منشی الٰہی بخش صاحب نمبردار موضع شیر پور

نائب امیر۔۔۔ حضرۃ مولانا عبدالخالق صاحب

ناظم اعلیٰ۔۔۔ مولانا عبدالحمید صاحب

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام

موضع کوٹھ دکھڑوڑ پکام

سرپرست۔۔۔ حافظ نیک محمد صاحب

امیر۔۔۔ سید سعید احمد شاہ صاحب

ناظم اعلیٰ۔۔۔ مولانا تاج محمد صاحب

ناظم اوّل۔۔۔ صوفی نذیر احمد صاحب

ناظم دوم۔۔۔ خان گلاب دین خاں صاحب

خازن۔۔۔ صوفی باغ علی صاحب سکھرا

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام

بستی دھانہ (لودھراں)

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے ناظم اعلیٰ محمد شریف نعمانی نے جمعیت مولانا محمد صادق صاحب ناظم جمعیت علماء اسلام لودھراں کا تنظیمی دورہ کیا اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا اور کمیٹی سازی کی گئی۔

سرپرست اوّل۔۔۔ جناب حافظ رحیم بخش صاحب

سرپرست دوم ... جناب حافظ نذیر احمد صاحب

امیر ... جناب ملک محمد یوسف صاحب کلیار

نائب امیر ... الحاج مولانا مولانا ملک مرید حسین صاحب کلیار

ناظم اعلیٰ ... قاری محمد حسین صاحب

خازن ... صوفی محمد شفیع صاحب

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام لبستی

گورگٹراں (لودھراں)

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے ناظم اعلیٰ محمد شریف نعمانی نے حضرت مولانا فضل احمد صاحب مدرس مدرسہ سراج العلوم لودھراں و مولانا محمد صادق تنظیمی دورہ کیا علاقے کے احباب کا اجتماع ہوا جس میں مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا اور رکنیت سازی کی گئی۔

سرپرست ... مولانا حافظ فضل احمد صاحب

امیر ... چوہدری شبیر محمد صاحب

نائب امیر ... مولانا عبدالمجید صاحب

ناظم اعلیٰ ... جناب سید صادق علی شاہ صاحب

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام لبستی

جند پیر کہروڑ پکا موضع

واہن سرمانی وزیر آباد

تحصیل لودھراں جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ محمد شریف نعمانی نے سرگرم کارکن جمعیۃ علماء اسلام حکیم میاں محمد نظام صاحب قریشی علاقے کا تنظیمی دورہ کیا اور رکنیت سازی کی گئی اور تنظیم تشکیل دی گئی۔

سرپرست ... جناب سید ذاکر حسین شاہ

امیر ... سید سردار احمد شاہ صاحب

نائب امیر ... سید غریب شاہ صاحب

ناظم اعلیٰ ... حکیم میاں محمد نظام صاحب قریشی

ناظم ... سید غضنفر عباس صاحب عرف سید محمد نواز صاحب

خازن ... سید سردار احمد شاہ صاحب

حافظ محمد نواز صاحب

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام لبستی

بہاول گڑھ (کہروڑ پکا)

سرپرست حضرت مولانا عبدالغفار صاحب مدظلہ

امیر ... جناب حکیم حافظ عطاء الاسلام صاحب

نائب امیر ... جناب قاری بشیر احمد صاحب

ناظم اعلیٰ ... فیض بخش شاہ صاحب

ناظم ... جناب حافظ غلام نبی صاحب

خازن ... جناب میاں عبدالخالق صاحب

سالار ... اللہ یار

انتخاب جمعیت علماء اسلام

موضع چاہاں محمد شریف (کہروڑ پکا)

امیر ... حافظ حسن محمد صاحب

نائب امیر ... جان محمد صاحب

ناظم اعلیٰ ... مولانا حافظ محمد اصغر صاحب

ناظم ... عاشق محمد صاحب

خازن ... نیک محمد صاحب

سالار ... سعید احمد صاحب

ضلع ملتان

جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کے زیر اہتمام مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت جناب سید خورشید عباس گردیزی نے فرمائی۔ اجلاس میں ۳۰ مندوبین نے شرکت کی جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) مجلس عمومی کا یہ اجلاس سید نیاز احمد شاہ گیلانی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے، آپ ایک مخلص اسلام۔ تحریک آزادی کے نامور مجاہد تھے ان کی مجاہدانہ خدمات نے انہیں مقبول عوام و خواص بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی مغفرت کرے۔

۲ مجلس عمومی کا یہ اجلاس مسٹر بھٹو کی اس یاوہ گوئی کی شدید مذمت کرتا ہے جس میں انہوں نے قائد جمعیت و صدر قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا نام لے کر دشنام دہی کی۔ یہ اجلاس مسٹر بھٹو کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ ضابطہ اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے اخلاق کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ آئندہ شیخ محمد یعقوب صاحب کی بجائے جمعیۃ کے ضلعی دفتر کے ناظم سرپرست جناب مولانا منظور الحق ہوں گے۔

تمام ماتحت تحصیلوں اور جماعتی احباب سے کہا گیا ہے کہ وہ ہر قسم کا جماعتی رابطہ اور لین دین مولانا منظور الحق ہی کے ساتھ کریں یا ضلعی امیر اور ناظم عمومی سے رابطہ قائم کریں۔

انتخاب

امیر ... سید خورشید عباس گردیزی

نائب امیر اول ... مولانا عبدالحمید صاحب شجاع آباد

نائب امیر دوم ... مولانا محمد رمضان صاحب خانیوال۔

نائب امیر سوم ... مولانا امان اللہ کبیروالا

ناظم عمومی ... مولانا محمد عبدالقادر صاحب قاسمی

ناظم ۱ ... مولانا محمد میاں صاحب لودھراں

ناظم ۲ ... حکیم محمد عالم صاحب خانیوال

ناظم اطلاعات محنت و زراعت ملک عطاء اللہ

سالار ... قاری بشیر احمد صاحب مظفر آباد۔

جیکب آباد

ضلع جیکب آباد جمعیت علماء اسلام کے مجلس شوریٰ مورخہ ۱ر جون ۱۹۷۵ء نے فیصلہ کیا تھا کہ ہر تنخواہ پانے والا کارکن خواہ مولوی ہو یا اور کوئی ہر مہینہ میں اپنی تنخواہ سے پانچ روپے ضلعی فنڈ میں دیں گے

برائے کرم یہ رقم جلد از جلد ضلعی دفتر کندھ کوٹ میں جمع کرائیں آپ کا مخلص دعاگو مولوی محمد اعظم الحسینی ناظم دفتر جمعیت علماء اسلام ضلع جیکب آباد کندھ کوٹ

ورکروں سے اپیل

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم انتخابات مولانا قاضی عبداللطیف صاحب نے جمعیت کے ورکروں سے اپیل کی ہے کہ اکتوبر کے انتخابات کے لیے وقت بڑا مختصر ہے دشمن نے اپنی ناپاک سیاست شر و فساد اور عیارانہ سازشوں کا آغاز سوچی سمجھی سکیم کے تحت ۸ راگست کو پنجاب کے دل لاہور سے کر دیا ہے۔ میدانِ جنگ میں دشمن کو کمزور سمجھنے والے ہمیشہ خسارے میں رہے ہیں اس لیے وقت ضائع کئے بغیر اپنی انتھک جدوجہد اور بے مثال تنظیم سے دشمن کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنا دیں۔

جہاں تک قواعد کے مطابق کسی امیدوار کی تبدیلی کا باقاعدہ اعلان نہ ہو جائے تو مارچ ۷۷ء کے امیدوار ہی کو اپنا نمائندہ تصور کریں۔ جن حلقوں کے سابقہ امیدوار فوت ہو چکے ہیں۔ یا رضا کارانہ طور پر اپنی نشست سے دستبردار ہو گئے ہیں تو اس امیدوار کی متعلقہ جمعیت کی ضلعی پارلیمانی بورڈ کی سفارش کی حیثیت بنیادی ہو گی۔ لیکن بورڈ مذکورہ میں اختلاف کی صورت میں درجہ وار صوبائی اور مرکزی پارلیمانی بورڈ اس کا فیصلہ کرے گا۔ نیز جہاں معقول دلائل اور غیر معمولی حالات کسی سابق نمائندہ کے تبدیلی کے متقاضی ہوں وہاں بھی صوبائی اور مرکزی بورڈ کے سامنے ضلعی پارلیمانی بورڈ کی سفارش ضروری اور اہم ترین ہے جس کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا۔

دعائے مغفرت

میرے برادر محترم ارشد شریف کافی عرصہ بیمار رہ کر گذشتہ دنوں وفات پا گئے ہیں قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل۔ کی جاتی ہے

احسان الواحد موحد کارکن جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ

احترام رمضان

جمعیت علماء اسلام ملتان شہر کی مجلس عاملہ کے اراکین حاجی حق نواز نور عالم قریشی حاجی ہدایت اللہ اور شیخ محمد یعقوب نے جنرل ضیاء الحق سے مطالبہ یا ہے کہ اپنی تقریر میں قوم سے جو وعدہ انہوں نے فرمایا ہے اس کے مطابق رمضان شریف کے احترام کا آرڈیننس جاری کریں۔

بر سرِ عام کھانے پینے والے لوگوں کو گرفتار کیا جائے اور ہوٹلوں قہوہ خانوں کو بالکل بند کرنے کا حکم دیا جائے۔ پردہ لگا کر کھانے پینے کی اجازت عام رمضان شریف کی بے حرمتی ہے اور اس سے روزہ کی روح کمزور پڑتی ہے۔ اس لیے بڑی سختی سے اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ کوئی شخص کسی بہانے بھی نہ کچھ کھائے پیئے اور نہ لوگوں کو کھانے پلانے کی جرات کرے

بہار کھاکھی

گذشتہ جمعہ جمعیت علماء اسلام حلقہ بہار کھاکھی تحصیل لیاقت پور کا ہفتہ وار اجلاس زیر صدارت میاں جی بخش صاحب امیر جمعیت منعقد ہوا جس میں تلاوت کلام پاک مختار احمد نے کی تلاوت کے بعد مولانا محمد اقبال اختر قائم مقام ناظم اعلیٰ نے ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے کارکنوں پر زور دیا کہ اس الیکشن میں بھرپور کوشش کر کے پاکستان نیشنل آلائنس کے رہنماؤں کو کامیاب کرائیں

شاعر جمعیت جناب عبدالکریم شاکر مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرما دے

تین طالب علم

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم سارو کی کے تین طالب علم لاپتہ ہیں۔ عبدالسلام عمر ۱۳ سال، عبدالقیوم عمر ۱۱ سال محمد افضل عمر ۹ سال تینوں حقیقی بھائی ہیں معلوم ہوا ہے کہ کسی مدرسہ میں داخل ہونا چاہتے تھے مدرسہ کے منتظمین سے التماس ہے کہ اس نام کے طالب علم کا پتہ ہو تو براہ کرم اس پتہ پر اطلاع دیویں یا خود چھوڑ جانے کا انتظام کریں خرچہ کرایہ انشاء اللہ مل جائے گا۔

پتہ: حافظ محمد شفیع مہتمم مدرسہ قاسم العلوم سارو کی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔

شمولیت کا اعلان

ضلع جیکب آباد تحصیل کندھ کوٹ کے ایک معزز زمیندار جناب میر واحد بخش خان بجارانی نے اپنے ہزاروں ساتھیوں اور اپنی قوم کے ہزاروں افراد سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کر دیا جماعتی احباب نے ان کی شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

شمولیت

ژوب میں عبداللہ زئی قبیلہ کی مشہور شخصیت ملک عبدالسلام نے اپنے متعدد ساتھیوں سمیت باقاعدہ طور پر جمعیت میں شمولیت کا اعلان کیا انہوں نے قائد جمعیت حضرت مفتی صاحب مدظلہ اور امیر مرکزی حضرت درخواستی صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قائد جمعیت مولانا مفتی محمود کی دینی اور ملکی خدمات ناقابل فراموش ہیں ہم ان کی قیادت پر فخر محسوس کرتے ہیں

جمعیت علماء اسلام کے مقامی عہدہ داروں اور کارکنوں نے ملک عبدالسلام کی جمعیت میں شمولیت کا پر جوش خیر مقدم کیا

ٹنڈو آدم سندھ

ٹنڈو آدم ۵ راگست ۷۹ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء جمعیت علماء اسلام کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالقدوس صاحب امیر جمعیۃ منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد اراکین نے شرکت کی اجلاس میں ملک کے حالات اور موجودہ سیاسی سرگرمیوں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

اجلاس سے مولانا عبدالقدوس صاحب نے خطاب کرتے ہوئے علماء کے کارنامے اور سیاسی کردار پر روشنی ڈالی۔ اور جمعیت علماء اسلام کے کام کو تیز تر کرنے پر زور دیا اجلاس میں جمعیت کے ماہانہ مستقل فنڈ کے لیے مشورہ کیا گیا چنانچہ اراکین نے ہر وقت میں فنڈ جمع کرانے پر رضامندی کا اظہار کیا اور اسے ایک مستحسن قدم قرار دیا اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ بہت جلد موضوع جگہ حاصل کر کے دفتر قائم کیا جاوے۔ اجلاس میں آنے والے الیکشن میں بھرپور جدوجہد کرنے کا بھی عزم کیا گیا اجلاس

میں قائد جمیعۃ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کی دینی ملکی و ملّی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مکمل اعتماد اور پورے تعاون کا یقین دلایا گیا۔ اجلاس میں قومی اتحاد کے پلیٹ فارم کو مضبوط کرنے اور اتحاد کو قائم رکھنے کا عہد کیا گیا۔ اجلاس میں جمیعۃ میں شمولیت کرنے والے حضرات کا خیر مقدم کیا گیا۔

بہاول پور

جمیعۃ علماء اسلام بہاولپور نے جمیعۃ میں شامل ہونے والے وکلا حضرات کو شاندار استقبالیہ دیا جس کی صدارت ضلعی امیر غلام سرور خان نے کی سٹیج سیکرٹری محمد لیسٰین امیر جمیعۃ علماء اسلام بہاولپور شہر تھے۔

جناب اشفاق زیدی ایڈوکیٹ نے اپنی تقریر میں شمولیت پر مبارک باد دینے والے حضرات کا شکریہ ادا کیا اور جمیعۃ کے کارکنوں کے ساتھ مل کر ان کے شانہ بشانہ کام کرنے کا اعلان کیا جمیعۃ کے قائدین پر بھرپور اعتماد کیا اور کہا کہ ہم قائدین جمیعۃ کے ہر اشارے پر بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہیں جناب اشفاق زیدی پہلے حلقہ بہاولپور شہر کی سیٹ کے آزاد امیدوار تھے جمیعۃ علماء اسلام میں شامل ہونے والے وکلا حضرات کے اسماء گرام یہ ہیں۔

جناب مرزا عبدالستار بیگ ایڈووکیٹ

جناب اشفاق زیدی ایڈووکیٹ

جناب عزیز چغتائی "

جناب ملک محمد صادق جنجوعہ "

جناب چوہدری شاہ محمد "

جناب محمد آصف "

جمعیت میں شمولیت

کہروڑ پکا کے مشہور زمیندار اور سماجی کارکن خان محمد صدیق خان کانجوں نے اپنے دوست مرزا اظہر بیگ اور ملک حاجی محمد حسین رڈا اور خان فاروق احمد کانجوں اور اپنے دیگر ہزاروں احباب اور مداحین سمیت جمیعۃ علماء اسلام میں [illegible] کر دیا۔ دفتر قومی اتحاد کہروڑ پکا میں منعقدہ ایک تقریب میں انہوں نے کہا کہ جمیعۃ علماء اسلام میں میری شمولیت علاقے کے عوام کے رجحان اور میری گہری سوچ و سمجھ کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے قومی اتحاد کے سربراہ قائد جمیعۃ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ اور حضرت درخواستی اور مولانا عبیداللہ انور اور قاری نورالحق قریشی کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور انہوں نے کہا کہ

میری تمنا ہے کہ ملک میں نظام مصطفٰی کا نفاذ

اور مجھے یقین ہے کہ قوم نے جو قربانیاں

دی ہیں وہ رنگ لائیں گی۔ جمیعۃ علماء اسلام کہروڑ کے سرپرست حکیم حبیب احمد قریشی اور محمد شریف نعمانی اور دیگر کارکنان نے خان صاحب کی جمعیت میں شمولیت کا خیر مقدم کیا۔

ضلع ساہی وال

پاک پٹن شریف ۔۔۔ آج مورخہ ۸ر اگست جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کا ایک اہم اجلاس بمقام دفتر جمعیت علماء اسلام پاکپتن شریف منعقد ہوا اجلاس کی کاروائی تلاوت قرآن پاک سے ہوئی اور بعد میں ایک قرارداد اکثریت سے پاس کی گئی۔

قرارداد

جمعیت علماء اسلام ضلع ساہی وال قومی اتحاد پر مکمل اعتماد کا یقین دلاتی ہے تاہم ہمارے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض سرمایہ دار ابن الوقت سیاستدان قومی اتحاد کے کارکنان میں نفاق پیدا کر کے ہمارے امیدواران صوبائی اسمبلی چوہدری منیر اظہر ایڈووکیٹ حلقہ پی پی ۲۰۵ ساہی وال اور قاضی ضرغام الحق ایڈووکیٹ حلقہ صوبائی ۲۱۱ ساہی وال کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں جن کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اور مرکزی قائدین قومی اتحاد سے بجا طور پر توقع کرتے ہیں کہ اتحاد کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا سختی سے محاسبہ فرماویں۔ ہم اپنے دونوں امیدواران مذکوران پر پورا اعتماد کرتے ہیں جنہوں نے گذشتہ تحریک میں بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ اور جو اپنے علاقہ میں خاصے اثر و رسوخ کے مالک اور مقبول ہیں۔ ہم ضلعی اور مرکزی قومی اتحاد سے استدعا کرتے ہیں کہ اتحاد کو برقرار و مضبوط رکھنے کے لیے جمعیت علماء اسلام ضلع ساہی وال کے مذکورہ امیدواران کی مکمل حمائت و اعانت فرمائیں اور مرکزی پالیسی کے مطابق ان پر اعتماد فرمائیں

(جمعیت علماء اسلام ضلعی نائب صدر سردار محمد مجاہد)

فورٹ عباس

۴ر اگست بوقت شام دفتر جمعیت علماء اسلام میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا اجلاس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا صدارت چوہدری برکت علی امیر جمعیت نے کی بعدازاں مولانا محمد یوسف صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام ضلع بہاول نگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا موجودہ تحریک میں جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کی بے پناہ قربانیوں سے تحریک کو بہت زیادہ تقویت ملی اور ہمیں یہ فخر ہے کہ جب بھی قربانیوں کا مسئلہ پیش آیا تو تاریخ گواہ ہے کہ علماء حق کا یہ کارواں پیش پیش رہا ہے انہوں نے آئندہ الیکشن کے لیے کارکنوں پر زور دیا کہ پوری تندہی سے کام کریں مقامی جماعتی سطح پر بھی کام کرنے کی ترغیب دی۔

اس کے بعد مولانا بشیر احمد شاد اور مولانا محمد رفیق صاحب نے جماعتی پالیسیوں پر روشنی ڈالی

 ظہیر میر

تیسرا تربیتی اجتماع ۲۱، ۲۲، ۲۳ ستمبر کو ساہیوال میں منعقد ہوگا

کارکن ابھی سے تربیتی اجتماع کی تیاری کریں

(میاں محمد عارف)

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام تیسرا ماہانہ سہ روزہ تربیتی اجتماع بتاریخ ۲۱، ۲۲، ۲۳ ستمبر کو مدرسہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں منعقد ہوگا اس سارے پروگرام کے ذمہ دار جناب طارق مسعود صاحب ناظم مالیات جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب ہوں گے۔ ا ... ہیں اس سارے پروگرام کا نگران اعلیٰ مقرر کیا گیا ہے

دوسرا تربیتی اجتماع انتہائی کامیاب رہا۔

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا دوسرا ماہانہ تربیتی اجتماع جو مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں منعقد ہوا انتہائی کامیاب رہا۔ صوبہ پنجاب سے تقریباً تمام اضلاع کے ساتھیوں نے شرکت کی۔ اور بڑے انہماک ساتھ پورے پروگرام کو نبھایا۔ اس اجتماع کی کُل نو نشستیں منعقد ہوئیں۔ جن حضرات نے اس اجتماع میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر (۲) داعیٔ تحریک ولی اللہی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب (۳) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (مدیر ماہنامہ البینات) (۴) جناب ظفر ڈار صاحب ایم۔ اے (اکنامکس) (۵) حضرت مولانا حافظ مہر محمد صاحب۔ (۶) حضرت مولانا محمد یوسف رحمانی صاحب (۷) میاں محمد عارف صاحب (صدر جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان) (۸) جناب بشیر احمد کمال صاحب (ناظم عمومی جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سرحد) (۹) جناب ندیم اقبال اعوان صاحب (صدر جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب) (۱۰) جناب عبدالمتین چوہدری صاحب نے جن موضوعات پر اظہارِ خیال فرمایا وہ بالترتیب درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیرتِ صحابہ کرامؓ کی روشنی میں ہماری دعوت۔

۲۔ اسلامی نظامِ عبادت

۳۔ اسلامی نظام کیا ہے۔ سوشلزم، کمیونزم، کیپٹلزم اور دوسرے لادینی نظام کیا ہیں؟

۴۔ اطاعتِ امیر

۵۔ صحابہ کرامؓ معیارِ حق

۶۔ عبادات اکابر

۷۔ علماء حق کی قیادت

۸۔ جمعیتہ طلباء اسلام کا پروگرام

۹۔ جمعیتہ طلباء اسلام اور دیگر طلبہ تنظیمیں

۱۰۔ جمعیتہ طلباء اسلام کیا ہے۔ ؟

دلی تشکریہ قبول فرمائیے

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جناب میاں محمد عارف صوبہ پنجاب کی جمعیت کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان اور دوسرے تمام حضرات نے ان حضرات کا دلی تشکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت ہماری تربیت کی نظر کر کے ہم پہ شفقت فرمائی انہوں نے کہا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی یہ حضرات ہماری سرپرستی فرماتے رہیں گے۔

دریں اثنا ایک پیغام میں مرکزی صدر میاں محمد عارف نے صوبہ پنجاب کی جمعیت کے اراکین سے اپیل کی ہے کہ آئندہ تربیتی اجتماع کو مزید کامیاب بنانے کے لیئے۔ ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے۔

مجلس شوریٰ کے فیصلے

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس ۱۴ اگست کو مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں مرکزی صدر میاں محمد عارف کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جمعیتہ کے مرکزی ناظم نشریات جناب غلام اللہ خان نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔

مجلس شوریٰ کے فیصلے درج ذیل ہیں

۱۔ تیسرا ماہانہ تربیتی اجتماع (جو کہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ ستمبر کو جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں منعقد ہوگا) کے ذمہ دار طارق مسعود ناظم مالیات صوبہ پنجاب ہوں گے

۲۔ تیسرا تربیتی اجتماع صوبہ کی جمعیت کے زیر اہتمام منعقد ہوگا اس موقعہ پر [illegible] کی مجلس عاملہ کو خصوصاً مدعو کیا گیا ہے امید کی جاتی ہے کہ یہ تمام حضرات پروگرام میں شرکت فرما کر کارکنان کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

شیڈول کمیٹی

ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں میاں محمد عارف صاحب صدر جمعیت طلباء اسلام پاکستان، غلام اللہ خاں صاحب مرکزی ناظم نشریات اور محمد ظہیر میر شامل ہیں نائب صدر پنجاب جمعیت یہ کمیٹی آئندہ تربیتی پروگرام کے لیے شیڈول تیار کرے گی

۴۔ ایک فیصلے کے مطابق پنجاب جمعیت کی پوری کابینہ مع غلام اللہ خاں مرکزی ناظم نشریات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ پروگرام کے مطابق کمیٹی ہر ماہ پہلی جمعرات اور جمعہ اور ہر ماہ کی تیسری بدھ، جمعرات اور جمعہ جماعتی کام کے لیے وقف کرے گی۔ ان دنوں یہ حضرات پورے پنجاب کے دورے پر رہا کریں گے آئندہ شمارے میں مزید تفصیل دے دی جائے گی۔ ان حضرات کے پروگرام اکتوبر سے شروع ہوں گے۔

تمام اضلاع متوجہ ہوں

جمعیت طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر ندیم اقبال اعوان اور ناظم عمومی صاحبزادہ عبدالرؤف ربانی نے تمام اضلاع کے صدر اور سیکرٹری حضرات کو ہدایت کی ہے۔ کہ جمعیت طلباء سے وابستہ اپنے اپنے اضلاع کے بہترین مقررین حضرات کی فہرست جلد از جلد مرکزی دفتر B-4 شاہ عالم مارکیٹ کے پتہ پر ارسال کریں تاکہ آئندہ الیکشن کے دوران میں ان مقررین کا صحیح طور پر خدمات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

اظہار تعزیت

جمعیت طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے صدر محمد فاروق شیخ ناظم عمومی محمد منیر سیکرٹری اطلاعات عبدالغفور بٹ صاحب ہزاروی اور محمد ظہیر میر نائب صدر جمعیت پنجاب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر کے بہنوئی سید عبداللہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ایک بیان میں انہوں نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دریں اثنا صوبہ پنجاب کی جمعیت کے ایک بیان کے مطابق دفتر علماء اسلام کے ناظم مولانا غلام اکبر کے بڑے بھائی صوبیدار میجر رب نواز کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی

صوبہ سندھ اور سرحد

متوجہ ہوا!

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی فیصلے کے مطابق پورے پاکستان سے حالیہ تحریک سے متعلق پوری رپورٹیں مرکزی دفتر کو پہنچانے کے لیے کہا گیا ہے لیکن بار بار کی یاد دہانی کے باوجود صوبہ سندھ اور سرحد سے ابھی تک تفصیلی رپورٹ موصول نہیں ہوئی لہذا صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد کی جمعیت کے صدر حضرات سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پورے صوبے کی حالیہ نظام شریعت کی تحریک کی مکمل رپورٹ ارسال کریں تاکہ انہیں ریکارڈ میں محفوظ کیا جاسکے آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ ہمارے ایک ساتھی جناب ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب اس حالیہ تحریک پر ایک مفصل کتاب شائع کر رہے ہیں اس لیے ان رپورٹوں کا جلد از جلد مرکزی دفتر میں پہنچنا ضروری ہے۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا سہ (۳) روزہ تربیتی

اجتماع

بمقام

جامعہ رشیدیہ

ساہیوال

مؤرخہ

۲۱، ۲۲، ۲۳ ستمبر

بروز

جمعیۃ طلباء

زیادہ سے زیادہ

شرکت کی اپیل

کی جاتی ہے